عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۴۶

حب صحابہؓ ایمان کی علامت

ناروے میں قرآن مجید کی بے حرمتی

مُسلم اُمّہ سراپا احتجاج

اسلام میں کردار سازی کی اہمیت

قادیانی مسئلہ
مُسلمانوں کی ذمّہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

گناہ گار مسلمان کی مغفرت

س:...... اگر کوئی شخص اپنی پوری زندگی گناہوں میں گزارے، مثلاً جھوٹ بولنا، قتل کرنا، دھوکا دینا، سود کھانا، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ادا نہ کرنا۔ مگر ان گناہوں کو گناہ اور بُرا سمجھ کر کرے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی مانتا ہو اور اسلام کے کسی حکم کا انکار نہ کرتا ہو، جب ایسے شخص کو موت آئے تو اسی گناہوں والی حالت میں آئے اور توبہ کی توفیق نہ ملے تو کیا ایسے شخص کی مغفرت ہوجائے گی؟ اور ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور جائے گا یا نہیں؟

ج:...... جو شخص ایمان کی حالت میں دنیا سے جائے خواہ وہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو، وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔“ (النساء:۱۱۶)

ترجمہ:...... ”بے شک! اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے کمتر ہر گناہ کی جس کے لئے چاہتا ہے بخشش کردیتا ہے۔“ (ترجمہ مولانا تقی عثمانی)

یہ بات واضح ہے کہ کسی گناہ کو گناہ سمجھ کر کرنے سے مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ اس مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ہے اور اگر کوئی انسان مرنے سے پہلے سچی توبہ کرلیتا ہے اور اپنی زندگی اسلام اور شریعت کے مطابق گزارتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کی موت غفلت کی حالت میں ہوجائے اور بغیر توبہ کے فوت ہوجائے تو اب اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو بغیر سزا وعذاب کے اس کو جنت میں داخل فرمادے یا چاہے تو اس کی نافرمانیوں کی سزا دے کر پھر جنت میں داخل کرے۔ بہرحال ہر وقت توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہئے اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ خاتمہ بالخیر ہو۔

جانوروں کی ارواح

س:...... جب جانور مرجاتے ہیں تو ان کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟

ج:...... اس بارے میں علماء کرام کی رائے مختلف ہے۔ راجح قول کے مطابق جانوروں کی ارواح ہوا میں معلق رہتی ہیں یا جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، وہاں معلق رہتی ہیں۔ چنانچہ علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں تحریر فرماتے ہیں:

”یسئلونک عن الروح.... الآیة. ثم ان ارواح سائر الحیوانات من البهائم ونحوها قیل تکون بعد المفارقة فی الهواء ولا اتصال لها بالابدان۔“

(تفسیر روح المعانی ص۱۳۶، ج:۱۶)

مسجد کی جگہ پر امام یا موذن کا کمرہ بنانا

س:...... ایک جگہ چھوٹی مسجد تھی، جسے گرا کر توسیع دی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ پہلی مسجد کی جگہ امام کا گھر یا موذن کا کمرہ یا مہمانوں کے لئے کمرہ بنانا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... جس جگہ ایک بار شرعی شرائط کی رعایت کرتے ہوئے مسجد بنادی جائے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے، اس کو کسی دوسرے کام کے لئے استعمال کرنا مثلاً مہمان خانہ بنانا یا موذن کا کمرہ یا امام کی رہائش گاہ بنانا شرعاً جائز نہیں ہے بلکہ اسے مسجد کے صحن کا حصہ بنادیا جائے اور ان ضروریات کے لئے الگ اراضی مختص کی جائے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۸ ۱۰ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۹ء شمارہ:۴۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
ناروے.... ملعون کو پولیس نے پناہ دیدی	۷	امت رپورٹ
اسلام میں کردار سازی کی اہمیت	۹	مولانا اسرار الحق قاسمی
حب صحابہؓ.... ایمان کی علامت	۱۱	مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ
بابری مسجد سے متعلق فیصلہ......	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
سیرت خاتم الانبیاء پروگرام	۱۶	محمد مبشر حسین گجر
قادیانی مسئلہ اور مسلمانوں کی ذمہ داری	۱۷	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ! (۲۲)	۲۱	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
ایمان کامل کا تقاضا	۲۵	مولانا اشہد رشیدی

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

شفاعت

حدیث قدسی ۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: میری امت کا حساب میرے سپرد کر دیجئے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے میری امت کی رسوائی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم بھیجا کہ: ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی امت کا حساب میں خود ہی کروں گا اور اگر کوئی لغزش ہو تو اس کو آپؐ سے بھی پوشیدہ رکھوں تاکہ آپؐ کی امت کی آپؐ کے سامنے بھی رسوائی نہ ہو۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۲۰: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے عرض کیا: اے رب! جو لوگ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں ان کے حق میں شفاعت کی اجازت دی جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ بات منظور کر لی جاتی ہے۔ (دیلمی)

حدیث قدسی ۲۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے معاذ، کاش! تم اس واقعہ کو جانتے کہ میں نے نماز جو میرے لئے میرے رب نے مقدر کی تھی پڑھی، پھر میرے پاس میرا رب آیا اور اس نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں تیری امت کے ساتھ کیا کروں گا؟ میں نے عرض کیا: آپ ہی کو معلوم ہے کہ آپ کیا کریں گے؟ تین چار مرتبہ یہ سوال کیا، جب آخری مرتبہ بھی میں نے یہی جواب دیا کہ آپ ہی کو علم ہے تو فرمایا: میں تیری امت کے معاملے میں تجھ کو رسوا نہیں کروں گا۔ میں نے یہ سن کر اپنے رب کو سجدہ کیا اور تیرا رب قدر دان ہے، شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

صلوٰۃ التسبیح

س:...... صلوٰۃ التسبیح کسے کہتے ہیں؟ اس کے پڑھے جانے کے اوقات کیا ہیں؟ اور اس نماز کی رکعات کی تعداد کتنی ہے؟

ج:...... صلوٰۃ التسبیح کے لفظی معنی ہیں: تیسرے کلمے (کلمہ تمجید) کے ساتھ پڑھی جانے والی نماز۔ یہ ایک خاص نماز ہے جو ایک سلام کے ساتھ چار رکعات صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کی نیت کرتے ہوئے پڑھی جاتی ہے اور ہر رکعت میں مختلف جگہوں میں مقررہ تعداد میں تیسرا کلمہ نماز کی حالت میں پڑھا جاتا ہے اور ہر رکعت میں اس کی مجموعی تعداد پچھتر رہتی ہے، اس طرح چار رکعتوں میں پڑھے جانے والے تیسرے کلمے کی کل تعداد تین سو مرتبہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پڑھے جانے کا بہترین وقت زوال کے بعد نماز ظہر کی ادائیگی سے پہلے کا بتایا گیا ہے، لیکن اس نماز کو نماز پڑھے جانے کے ممنوعہ مواقع واوقات کے علاوہ رات دن کے کسی بھی وقت میں پڑھا جا سکتا ہے، نیز اس کی ترغیب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا جایا کرے، یہ ممکن نہ ہو تو ہفتے بھر میں (بہتر یہ ہے کہ جمعے کے دن) ایک مرتبہ ورنہ مہینے میں ایک مرتبہ نہیں تو سال بھر میں ایک مرتبہ، یہ بھی قابو میں نہ آسکے تو زندگی بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لیا جائے۔ (یہ ارشاد مبارک بطور ترغیب کے ہے فرض واجب کے درجے میں نہیں ہے) ہمارے زمانے میں ہمارے علاقوں میں عموماً صلوٰۃ التسبیح کی نماز پڑھنے کا اہتمام شب برأت اور شب قدر میں کیا جاتا ہے بہت اچھی بات ہے، اس اہتمام میں کوئی حرج بھی نہیں ہے بس دو باتوں کا بطور خاص خیال رکھا جائے: نمبر ایک اس نماز کو صرف ان راتوں میں ہی پڑھی جانے والی نماز نہ سمجھا جائے، نمبر دو چونکہ اس نماز سے متعلق جتنی معلومات کتابوں کے حوالوں کے ساتھ دی جاتی ہیں، ان میں کہیں بھی یہ نظر سے نہیں گزرا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس نماز کو باجماعت پڑھا ہو یا پڑھنے کو کہا ہو۔ نیز اگر ہمارا فقہی مسلک حنفی ہے تو احناف کے مسلک میں نفل نماز انفرادی طور پر اکیلے ہی پڑھی جاتی ہے باجماعت نہیں۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی

مسلم امّہ سراپا احتجاج

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام کے ازلی دشمنوں نے ایک بار پھر اپنے دلی بغض وعناد کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناروے میں قرآن کریم جلانے کی کوشش کی، جس پر وہاں موجود ایک مسلمان نوجوان عمرالیاس داباہ نے قرآن کریم جلانے والے پر حملہ کیا، وہاں کی پولیس جو پہلے تماشائی کا کردار ادا کررہی تھی اس نے دونوں کو گرفتار کرلیا، اس پر سب سے پہلے ترکی نے صدائے احتجاج بلند کی، اس کے بعد پاکستان کی حکومت نے بھی احتجاج کیا اور ہماری فوج کے ڈی جی ایس پی آر نے بیان جاری کیا کہ میں اس نوجوان کو سلوٹ پیش کرتا ہوں، جس نے غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس لعنتی پر حملہ کیا۔ ہماری مرکزی قیادت نے درج ذیل بیان جاری کیا:

ملتان (خصوصی رپورٹر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امراء پیر حافظ ناصرالدین خاکوانی، مولانا خواجہ عزیز احمد، مرکزی سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، نے ناروے میں توہین قرآن کے واقعہ پر شدید احتجاج کیا ہے اور کہا ہے کہ ناروے میں اسلام دشمن اور ذلیل اقدام نے امت مسلمہ میں غم وغصہ پیدا کردیا ہے، مسلمان حکومتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے خلاف عالمی سطح پر قدم اٹھائیں، مسلمانوں کو رواداری کا درس دینے والی مغربی دنیا کی قرآن کریم کے ساتھ بزدلی اور کمینگی انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ قرآن پاک کی سرعام توہین کرنے کے لئے باقاعدہ تقریب کو منعقد کیا گیا ہے اور توہین قرآن کرکے دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ مقدس اوراق سرعام جلانے پر ناروے حکومت سنجیدگی سے نوٹس لے اور دنیا کے امن کو قائم رکھنے کے لئے عالمی برادری ایکشن لے، طاغوت کی ایسی حرکتوں سے دنیا کا امن قائم نہیں رہ سکتا، اسلام اور مسلمان ہمیشہ سے امن کا داعی رہا ہے اور امن وسلامتی کا سفیر ہے، مسلمانوں کے خلاف دشمنان اسلام کی مذموم کارروائیاں دن رات جاری ہیں۔ جن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے پوری امت مسلمہ کو سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ علماء کرام نے تمام مسلم حکمرانوں سے اپیل کی کہ اس نوجوان کو رہا کرائیں جس نے اس کا عملی جواب دیا۔

ناروے کے شہر کرسٹین سینڈ میں قرآن کی توہین اور نذر آتش کرنے کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا۔ اسلام مخالف تنظیم (سیان) کے کارکنوں نے ریلی نکالی جس میں قرآن کی شدید بے حرمتی کی گئی اور ایک نسخے کو آگ لگادی۔ اس موقع پر ناروے کی پولیس خاموش تماشائی بنی رہی اور تنظیم کے سربراہ لارس تھورسن کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ قرآن کی توہین ہوتے دیکھ کر وہاں موجود مسلمان نوجوان برداشت نہ کرسکے اور سبق سکھانے کے لئے اس لعنتی پر حملہ کردیا۔ پہلے ایک نوجوان رکاوٹیں توڑتا ہوا آگے بڑھا اور ملعون لارس تھورسن پر حملہ کردیا۔ اس اقدام سے مزید نوجوانوں کو ہمت ملی اور دیگر نوجوان بھی ملعون تھورسن پر حملہ آور ہوئے جس پر پولیس

اہلکار جو پہلے تماشا دیکھ رہے تھے وہ آگے بڑھے اور حملہ آور نوجوانوں کو گرفتار کرلیا، جبکہ ملعون لارس تھورسن کو بھی حفاظتی تحویل میں لے لیا گیا۔ کرسٹین سینڈ شہر میں مسلمانوں کی بڑی آبادی ہے لیکن ناروے کی انتظامیہ نے نہ صرف اس اشتعال انگیز ریلی کی اجازت دی بلکہ قرآن کی توہین سے بھی انہیں نہ روکا۔ ناروے سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں نے توہین قرآن کی شدید مذمت کرتے ہوئے ملعون لارس تھورسن پر نفرت انگیز جرائم کا مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ترکی کی حکومت نے واقعے کی سخت مذمت کرتے ہوئے ناروے کی حکومت پر اس طرح کے واقعات کی روک تھام کرنے کے لئے زور دیا۔ ہم اس مطالبے کی تائید کرتے ہیں اور ترکی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا وسیم اسلم نے کہا کہ پاکستان سمیت دنیا بھر کے اسلامی حکمرانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں ترکی کی طرح اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں۔ (روزنامہ اسلام کراچی ۲۴؍نومبر ۲۰۱۹ء)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیہ نے ناپاک جسارت کرنے والے شیطان پر حملہ آور ہونے والے نوجوان کا دفاع کرتے ہوئے فرمایا کہ: تحمل و بردباری اور حکمت اچھی صفات ہیں، بشرطیکہ وہ مداہنت تک نہ پہنچیں..... نیز دنیا کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کی حرمت کے بارہ میں ہر مسلمان کا جذباتی ہونا لازم ہے: ایک قرآن کریم اور دوسری خاتم النبیین کی ذات اقدس۔ مزید فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان پر اپنی رحمتوں کا سایہ فرمائے جس نے دنیا کو یہ بتا کر فرض کفایہ ادا کیا۔ کاش! اس کے ساتھ میں بھی ہوتا اور اپنا بڑھاپا اس نوجوان پر قربان کردیتا۔

جمعیت علماء اسلام کے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ اور دوسرے قائدین و راہنماؤں نے بھی اس پر شدید احتجاج کیا جیسا کہ درج ذیل خبر میں ہے:

کراچی (اسٹاف رپورٹر) مذہبی تنظیموں نے مطالبہ کیا ہے کہ قرآن پاک کی بے حرمتی کے شرمناک واقعے پر ناروے امت مسلمہ سے معافی مانگے۔ معمولی ذہنی دباؤ پر ہرجانے کے دعوے کا قانون بنانے والے یورپی ممالک کو مسلمانوں کی دل آزاری کیوں نظر نہیں آتی؟ جے یو آئی کے رہنما قاری محمد عثمان نے کہا کہ مجاہد اسلام عمر دابا المعروف الیاس نے امت مسلمہ کا سر فخر سے بلند کردیا ہے۔ مغرب آزادی کے نام پر کھلی دہشت گردی کا مرتکب ہورہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناروے میں قرآن مجید کی بے حرمتی سے امت مسلمہ کے دل چھلنی اور غمزدہ ہیں۔ مغربی دنیا منصوبے کے تحت امت مسلمہ کے جذبات سے کھیل رہی ہے۔ پاکستان فوری طور پر ناروے اور ڈنمارک سے سفارتی تعلقات منقطع کرے۔ پوری امت مسلمہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔ مسلمان حکمرانوں کی بے حسی پر مسلمانانِ عالم کے سر شرم سے جھک گئے۔ قاری عثمان نے کہا کہ ناروے میں کرسٹین سینڈ شہر میں قرآن کریم کی بے حرمتی پر اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی شرمناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی مسلمان توہین قرآن برداشت نہیں کرسکتا۔ ناروے کو اس شرمناک واقعے پر امت مسلمہ سے معافی مانگنا ہوگی۔ اس طرح کے واقعات سے یورپ کے مکروہ عزائم سامنے آرہے ہیں۔ دریں اثنا معروف مذہبی اسکالر و نائب مہتمم جامعۃ الصفہ مفتی محمد زبیر نے کہا ہے کہ مسلم حکمران قرآن و انبیاء کی توہین کے خلاف عالمی سطح پر قانون سازی کرائیں۔ آسمانی مذہبی کتب، انبیاء کے احترام کو ''مشترکہ انسانی قدر'' کے طور پر پیش اور تسلیم کیا جائے۔ (روزنامہ امت کراچی، ۲۵؍نومبر ۲۰۱۹ء)

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد او آئی سی کا اجلاس طلب کرکے اقوام متحدہ سے یہ متفقہ مطالبہ کرے کہ پوری دنیا میں یہ قانون بنوایا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام آسمانی کتب، انبیاء کرام علیہم السلام اور ہر مذہب کے پیشواؤں کے خلاف جو کوئی توہین یا بے حرمتی کرے گا، اس کو کڑی سزا دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قوت و عظمت اور اپنی مقدسات کے تحفظ کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شرمندگی سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

ناروے میں قرآن کریم کی بے حرمتی

ملعون کو پولیس نے پناہ دے دی

سینکڑوں حامیوں کی موجودگی میں ملعون لارس تھورسن پر جھپٹنے والا نوجوان مسلمان کا ”سپر مین ہیرو“ قرار: حکومت سے سخت قدم اٹھانے کا مطالبہ

سوشل میڈیا اس دلیر نوجوان کی تعریفوں سے بھر گیا ہے جس نے ناروے میں قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والے ایک ملعون لارس تھورسن پر دھاوا بولا، ان نتائج کی پرواہ کئے بغیر کہ ملعون کے سینکڑوں حامی اسلام مخالف ریلی میں موجود تھے۔ یہ واقعہ اگرچہ ایک ہفتے پرانا ہے تاہم اس کی ویڈیو اب میڈیا پر وائرل ہوئی جس کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔ تاہم سوائے ترکی کے دیگر ۵۶ اسلامی ممالک اس واقعہ پر چپ سادھ کر بیٹھے ہیں۔ ایسے میں دنیا بھر کے مسلمانوں نے سوشل میڈیا پر مذکورہ نوجوان کو اپنا ہیرو قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ پچاس سے زائد اسلامی ممالک کے طاقتور حکمرانوں سے زیادہ بہتر یہ نہتا نوجوان ہے جس نے قرآن پاک کو شہادت سے بچانے کی کوشش کر کے ایمان تازہ کر دیا، جبکہ دوسری طرف قرآن پاک کو شہید کرنے والا خوفزدہ ملعون پولیس کی پناہ میں چلا گیا ہے۔ سوشل میڈیا پر دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے ”قرآن ڈیفنڈر“ کا لقب پانے والے نوجوان کو اگرچہ ”عمر الیاس“ کے نام سے پکارا جا رہا ہے۔ تاہم اس نوجوان کے تھوڑے بہت بیک گراؤنڈ سے واقف ڈربی انگلینڈ میں رہائش پذیر ایک عرب نوجوان حسن عبداللہ کا کہنا ہے کہ ملعون لارس تھورسن کے ہزاروں حامیوں کے مجمع کے سامنے اسے للکارنے والے ”سپر مین ہیرو“ کا نام فلاح حرکی اور وہ کرد ہے، جبکہ عرب میڈیا میں اسے فلسطینی نژاد قصیٰ رشید قرار دیا گیا ہے۔ مذکورہ نوجوان کی شناخت کے بارے میں اس لئے ابہام پایا جاتا ہے کہ اسے گرفتار کرنے والی نارویجن پولیس نے تاحال اس کا نام اور قومیت ظاہر نہیں کی، جبکہ اس واقعہ پر احتجاج کرنے والی ناروے کی چند مسلمان تنظیموں نے بھی نوجوان کا بیک گراؤنڈ ظاہر نہیں کیا ہے۔ ان میں سے ہی ایک تنظیم مسلم کونسل آف ناروے کے ایک عہدے دار سے ”نمائندہ امت“ نے رابطہ کیا تو عہدے دار کا کہنا تھا کہ فی الحال وہ اس واقعہ کے حوالے سے میڈیا اور بالخصوص غیر ملکی میڈیا کے ساتھ بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں اور یہ کہ قرآن پاک کی بے حرمتی پر مسلم کونسل آف ناروے نے احتجاج کیا ہے۔ آئندہ کا لائحہ عمل مشاورت سے دو تین روز میں طے کیا جائے گا۔

ناروے کے شہر کرسٹین سینڈ میں یہ واقعہ ۱۶ نومبر بروز ہفتے کو پیش آیا تھا۔ جس کے بعد ناروے سمیت دیگر مغربی میڈیا نے اس واقعہ کو دبا دیا۔ تاہم دو روز قبل جب اس واقعہ کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہوئی تو دنیا بھر کے مسلمان نہ صرف شدید غم و غصہ کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ ناروے کی براڈ بینڈ اور موبائل فون سروس ”ٹیلی نار“ سمیت دیگر مصنوعات کے بائیکاٹ کی باقاعدہ کمپین شروع کی جا چکی ہے۔ واضح رہے کہ ٹیلی نار پاکستان میں دوسری بڑی موبائل فون سروس ہے۔ جس میں ناروے نے ۳.۵ ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کر رکھی ہے۔

واقعہ کی ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ملعون لارس تھورسن قرآن پاک کو نعوذ باللہ نذر آتش کر رہا ہے اور وہاں موجود اس کے سینکڑوں حامی تحسین کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ ٹھیک اس موقع پر ایک نوجوان مجمع میں سے شیر کی طرح نکل کر لارس تھورسن پر چھلانگ لگاتا ہے۔ اس موقع پر نوجوان کے چند دیگر ساتھی بھی آگے بڑھتے ہیں۔ تاہم وہاں موجود نارویجن پولیس کے درجنوں اہلکار اس سے قبل ہی انہیں دبوچ لیتے ہیں۔ پولیس کی جانب سے بظاہر لارس تھورسن کو گرفتار کیا گیا، جبکہ فلاح حرکی سمیت اس کے چند دیگر ساتھیوں کو بھی حراست میں لے لیا گیا تھا۔ تاہم ابھی تک یہ واضح نہیں ہو سکا ہے کہ ان مسلمان نوجوانوں کو رہا کر دیا گیا ہے یا نہیں؟ ابتدا میں ناروے کی ایک نیوز ویب سائٹ نے فلاح سمیت دیگر نوجوانوں کی رہائی کا دعویٰ کیا تھا لیکن آزاد ذرائع سے اس کی تصدیق نہیں ہو سکی، ویڈیو میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ لارس

تھورسن کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی سے کچھ پہلے قرآن پاک کے دونسخوں کو ایک اور ملعون مجمع اور پولیس کے سامنے نعوذ باللہ کچرے دان میں پھینک رہا ہے۔ یہ ملعون ناروے کی اسلام مخالف تنظیم کا سربراہ آرنے ٹومر ہے۔ اس واقعہ کو نارویجن میڈیا کی ایما پر ابتدا میں غلط طور پر رپورٹ کیا گیا تھا اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ ملعون پر کئی مسلمان نوجوان نے حملہ کر کے اسے بری طرح مارا پیٹا۔ تاہم واقعہ کی اصل ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد صورت حال واضح ہوگئی۔ جس کے بعد سے دنیا بھر کے مسلمان حلقوں میں بے چینی اور غم وغصہ بڑھتا جا رہا ہے، جسے مغرب کی طرف سے دبانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جس کے تحت مسلم دنیا کے مین اسٹریم میڈیا نے اس واقعہ پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے، جبکہ مسلمان ممالک کے سربراہان بھی چپ سادھ کر نارویجن حکومت کی کوششوں کو بظاہر سہارا دے رہے ہیں، لیکن سوشل میڈیا نے ایک ہفتے پرانے واقعہ کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ جس سے نہ صرف اسلام مخالف تنظیم کے راہنماؤں اور نارویجن انتظامیہ کا چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے بلکہ ملعون کو اس حرکت سے روکنے کی کوشش کرنے والا نوجوان دنیا بھر کے مسلمانوں کے اصل ہیرو کے طور پر سامنے آیا ہے۔

روسی میڈیا کے مطابق یہ اسلام مخالف مظاہرہ نازی ازم کی پیروکار ایک نارویجن تنظیم ''اسٹاپ اسلامائزیشن آف ناروے'' (سیان) نے کیا تھا، جبکہ مظاہرے کی اجازت اسے مقامی انتظامیہ نے دی۔ میڈیا کا دعویٰ ہے کہ پولیس نے تنظیم کے گروپ لیڈر ملعون لارس تھورسن کو قرآن پاک کی بے حرمتی نہ کرنے کا انتباہ کیا تھا لیکن ویڈیو میں صاف دیکھا جا سکتا ہے کہ پولیس اس موقع پر خاموش تماشائی تھی، تاوقتیکہ مسلمان نوجوان ملعون کی طرف نہیں بڑھا۔ لارس تھورسن اپنی اسلام مخالف سرگرمیوں کے لئے معروف ہے، حال ہی میں اسے اوسلو میں مسلمانوں کے خلاف نازیبا اور اشتعال انگیز پمفلٹ تقسیم کرنے پر ۳۰ روز جیل کی سزا ہوئی تھی جو بعد میں معطل کردی گئی۔ اسلام مخالف تنظیم ''اسٹاپ اسلامائزیشن آف ناروے'' ۲۰۰۸ء میں باقاعدہ طور پر قائم کی گئی تھی، تاہم اس کی ابتدا ۲۰۰۰ء میں ہوگئی تھی۔ اس تنظیم کا بانی اور سربراہ ناروے کا ایک سابق صحافی آرنے ٹومر (Arne Tumyr) ہے۔ جس نے گزشتہ ہفتے کے مظاہرے میں تنظیم کے گروپ لیڈر ملعون لارس تھورسن کی جانب سے قرآن پاک کی بے حرمتی سے کچھ پہلے قرآن پاک کے دو نسخے نعوذ باللہ ڈسٹ بن میں پھینکے۔ تاہم پولیس نے ملعون آرنے ٹومر کو تاحال گرفتار نہیں کیا ہے، جبکہ ناروے کی ایک لوکل نیوز ویب سائٹ کا کہنا ہے کہ لارس تھورسن کو بھی دکھاوے کے لئے گرفتار کیا گیا تھا۔ دراصل نارویجن کے مسلمانوں کے غیض و غضب سے بچانے کے لئے پولیس نے اسے اپنی پناہ میں رکھا ہوا ہے۔ فی الحال کسی کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں اور کس مقام پر ہے۔ اسی طرح اسلام مخالف تنظیم کا سربراہ آرنے ٹومر بھی روپوش ہوگیا ہے۔ پولیس نے اسے تاکید کی ہے کہ شہر میں مسلمانوں کا غصہ ٹھنڈا ہونے تک وہ اپنی نقل وحرکت محدود رکھے۔ دوسری جانب اسلام مخالف تنظیم کی ایک اور سرگرم رکن لینا اینڈرسن جو قرآن شہید کرنے کے موقع پر ملعون لارس تھورسن کے ساتھ تھی نے واویلا کیا ہے کہ اسے موت کی دھمکیاں مل رہی ہیں، اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر کی گئی پوسٹ میں ملعونہ کا کہنا ہے کہ: ''میں سیان کا حصہ ہوں اور ریلی میں موجود تھی، مجھ پر بھی ایک مسلمان خاتون نے حملہ کیا اور اب مجھے قتل کی متعدد دھمکیاں موصول ہورہی ہیں۔''

اس واقعہ پر اب تک ترکی وہ واحد ملک ہے جس نے سب سے پہلے سرکاری سطح پر اس واقعہ کی شدید مذمت کی۔ ڈیلی صباح کی ایک رپورٹ کے مطابق ترکی کی وزارت خارجہ نے ایک تحریری بیان میں ناروے حکام سے مسلم مخالف سرگرمیاں اور حملے فوری طور پر روکنے کا مطالبہ کیا۔ وزارت خارجہ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ ذمہ داروں کو جلد انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا جبکہ ترکی نے مسلمان نوجوان کو اسلام کا اصل ہیرو قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ نوجوان نے جذبہ ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر قرآن پاک کے گستاخ پر وار کیا۔ دوسری جانب پاکستانی دفتر خارجہ کے ترجمان نے بھی بالآخر گزشتہ روز اس اہم معاملے پر ایک روایتی سا ردعمل دیتے ہوئے کہا کہ اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان تمام مذاہب کا احترام کرتا ہے اور دوسروں سے بھی اس کی توقع رکھتا ہے۔ تاہم سوشل میڈیا پر یہ مطالبہ بڑھتا جا رہا ہے کہ پاکستان فوری طور پر نارویجن سفیر کو طلب کرے اور اگر ملعون کے خلاف فوری ایکشن نہیں لیا جاتا تو نارویجن سفیر کو واپس بھیج دیا جائے۔

(روزنامہ امت کراچی،۲۴ نومبر ۲۰۱۹ء)

اسلام میں کردار سازی کی اہمیت وضرورت

گزشتہ دو تین صدیوں سے عالمی پیمانے پر اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ کو مسخ کرنے کی جو مہم چل رہی ہے، اس میں روز بروز تیزی ہی آتی جارہی ہے۔ پہلے ایک جھوٹ یہ پھیلایا گیا کہ اسلام ایک انتہا پسند مذہب ہے اور اسے ماننے والے سارے کے سارے مسلمان انتہا پسند ہیں، دہشت گردی کا ہوا کھڑا کیا گیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو ہی ملوث کیا گیا۔ رفتہ رفتہ ایسا ماحول بن گیا کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں کوئی قتل وغارت گری کا واقعہ رونما ہو لوگوں کا ذہن فوراً کسی مسلمان کی طرف جاتا ہے اور عام طور پر نام نہاد تحقیقات کے نتائج بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ پھر اس دہشت گردی کو خود مسلمان ملکوں پر تھوپ دیا گیا؛ چنانچہ اس وقت ہم دیکھ رہے ہیں کہ محض گزشتہ دس سال کے اندر خلیج کا نقشہ کچھ سے کچھ ہوگیا ہے، افریقی عربی ملک تہہ وبالا ہو چکے ہیں، اربوں کا مالی اور کھربوں کا جانی نقصان ہو چکا ہے اور عام انسانی زندگی ہر لمحہ خطرات سے دوچار ہے؛ حالاں کہ انتہا پسندی یا دہشت گردی کا مسلمانوں پر الزام خالص جھوٹ اور عالمی استعمار کی سازشوں کا حصہ تھا؛ مگر اسے اتنی بار دہرایا گیا کہ ساری دنیا نے اس بات کو حقیقت کی طرح مان لیا؛ جب کہ اس وقت خود مسلمان اس دہشت گردی کے سب سے زیادہ شکار ہیں۔

دوسری طرف دنیا میں ایک بڑا طبقہ ایسا بھی پایا جاتا ہے، جو مسلمانوں کو اخلاقی طور پر پسماندہ سمجھتا ہے۔ گویا ان کی نظر میں مسلمان بد اخلاق ہیں، وہ لوگوں کے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کرتے، وہ جھوٹ بولتے ہیں، وعدہ خلافی کرتے ہیں، آپس میں لڑتے ہیں اور وہ جرائم میں پیش پیش رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے بارے میں

مولانا اسرار الحق قاسمی

متعدد سوسائٹیوں میں یہ رائے بھی پائی جاتی ہے کہ وہ صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتے اور گندے رہتے ہیں، ان کی بستیوں میں غلاظت پائی جاتی ہے۔ مسلمانوں کے مسلکی تنازعات اور باہمی اختلافات کو بھی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے بہت سے لوگ یہ رائے قائم کرتے ہیں کہ مسلمان اپنی جہالت اور غیر مہذب ہونے کی وجہ سے باہم دست وگریباں رہتے ہیں اور ان کا معاشرہ آپسی جھگڑوں اور خانہ جنگیوں سے عبارت ہے۔ اس طرح کی باتیں بنا کر مسلمانوں کی شبیہ کو منفی انداز میں پیش کرنے کا عمل برابر جاری ہے، جس کا نقصان مسلمانوں کو ہر سطح پر اٹھانا پڑ رہا ہے اور اگر یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو انہیں مزید مسائل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

یہاں دو باتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ تمام الزامات جو مسلمانوں کے خلاف لگائے جارہے ہیں، صد فی صد درست نہیں؛ بلکہ بعض الزامات تو محض مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ ہیں۔ جیسے کہ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا الزام؛ کیونکہ مسلمان جس دین کی پیروی کرتے ہیں، وہ امن کا داعی ہے اور نہ صرف امن وامان کی تعلیم دیتا ہے؛ بلکہ امن کے قیام کے لئے ایک جامع وموثر نظام بھی پیش کرتا ہے۔ اسلام کا امن پر مبنی یہ نظام اس قدر مستحکم اور موثر ہے کہ اگر اس کو آج کی دنیا میں جب کہ ہر طرف خوف وہراس اور بدامنی پائی جاتی ہے، نافذ کردیا جائے تو پوری دنیا میں امن کی ہوائیں چلنے لگیں گی۔ ظاہری بات ہے کہ جو دین خود امن کا علمبردار اور دہشت گردی کا مخالف ہو، اس کے ماننے والے کیسے دہشت گرد ہوسکتے ہیں؟ اس تناظر میں مسلمانوں کو بحیثیت قوم دہشت گرد کہنا کھلی بد دیانتی اور زیادتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ اقوام وملل جو تمام مسلمانوں پر بداخلاقی، تاریک خیالی، بدعنوانی، جرائم اور انسانی قدروں کی پامالی کا الزام لگاتی ہیں وہ خود اپنا محاسبہ کریں کہ وہ جرائم میں ملوث ہیں یا نہیں، بدعنوانی، چوری، ڈکیتی، قتل وغارت گری، کذب گوئی، بداخلاقی اور انسانیت کی پامالی ان میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ جس بڑے پیمانہ پر آج خود کو مہذب کہنے والی قومیں بدعنوانی کی مرتکب ثابت ہیں اور انسانیت کا گلا گھونٹ رہی ہیں، انھوں نے دنیا کو نت نئے مسائل سے

دوچار کردیا ہے اور تباہی کے دہانے پر کھڑا کردیا ہے۔ان اقوام کو چاہیے کہ وہ بے حیائی، فحاشی، زناکاری، ناانصافی، فریب دہی اور اپنے مفاد کے لئے دنیا پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے سے باز آئیں؛ تاکہ دنیا تباہی سے بچ سکے۔

البتہ ہمیں اس حقیقت کو ایک حد تک تسلیم کرنا پڑے گا کہ مسلم معاشرے میں اخلاق اعتبار سے بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں۔بحیثیت مذہب کے اسلام نے تو پوری انسانی زندگی کا ایک نظام ہمیں دیا ہے؛ مگر اس نظام پر عمل کتنا کیا جارہا ہے، یہ قابلِ غور ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ سچ بولو، وعدہ پورا کرو، عہد شکنی نہ کرو، باہم مت جھگڑو، بھائی بھائی بن کر رہو، کسی کا دل مت دکھاؤ، جو لوگ ضرورت مند ہیں ان کی ضرورتوں کو پورا کرو، انصاف قائم کرو، کسی پر زیادتی مت کرو، حقوق کو پورا کرو، عورتوں کے حقوق کو بھی، پڑوسیوں کے حقوق کو بھی، محلّہ والوں کے حقوق کو بھی، مسلمانوں کے حقوق کو بھی اور غیر مسلموں کے حقوق کو بھی۔ کسی کا قتل مت کرو، چوری نہ کرو، زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے حیائی سے دور بھاگو، حلال رزق کھاؤ، اخوت و مساوات کا مظاہرہ کرو، اپنے بچوں کی اچھی طرح تربیت کرو، امانت و دیانت داری کو اور ظاہری و باطنی صفائی کو اپنا شعار بناؤ، دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیاب ہونے کی فکر و دعا کرو؛ مگر آج ایسے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے؛ بلکہ ایسے ہی لوگ زیادہ ہیں جن کی زندگیوں میں اسلام نظر نہیں آتا، بہت سے لوگ ہمیں ایسے دکھائی دیتے ہیں، جو بدعنوانی اور جرائم میں بھی ملوث ہیں، بہت سے ایسے بھی دکھائی دیتے ہیں کہ جن کے اخلاق بہترین نہیں، ایسے افراد کی بھی کمی نہیں جو کذب گوئی، وعدہ خلافی اور عہد شکنی میں آگے آگے رہتے ہیں، ناانصافی، عدم مساوات، اونچ نیچ کا فرق، باہمی تنازعات اور بدکرداری بھی ہمیں مسلمانوں میں خوب نظر آتی ہے اور مسلم معاشرہ میں بعض ایسی چیزیں صاف دکھائی دیتی ہیں جو اسلام کے منافی ہیں اور انسانیت کے بھی۔ بھلے ہی یہ ساری باتیں دیکھنے میں کتنی ہی چھوٹی نظر آئیں؛ مگر وہ حقیقت کے اعتبار سے کافی بڑی ہیں اور اسلام و مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ کا سامان فراہم کررہی ہیں؛ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اپنی عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو نافذ کریں اور اپنے انفرادی و اجتماعی کردار کو بہتر و بلند کرنے کے لئے ان تمام اصولوں پر عمل کریں، جن کی طرف قرآن و سنت میں ہدایت کی گئی ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قرن اول میں حیرت انگیز تیزی کے ساتھ اسلام کے دنیا کے ایک بڑے حصے میں پھیلنے کی ایک بڑی وجہ اس زمانے کے مسلمانوں کا پختہ اور مثالی کردار واخلاق بھی تھا، بڑے سے بڑا دشمن ان کے کردار کو دیکھ کر دوست بن جاتا تھا اور کٹر مشرک اور کافر بھی کلمہ پڑھ کر دامنِ اسلام سے وابستہ ہوجاتا تھا۔افسوس کہ آج ہمارے اخلاق وکردار کو دیکھ کر دوسرے مذہب کے لوگ متاثر ہونے کے بجائے بدظن ہوتے ہیں اور وہ ہماری بدعملیوں کا رشتہ سیدھے اسلام سے جوڑتے ہیں؛ حالاں کہ اسلام کی تعلیمات تو آج بھی اپنی جگہ مبنی برصداقت ہیں اور ان کی بنیاد خالص خدائے تعالیٰ کی وحی اور انسانیت کے عالمگیر جذبے پر قائم ہے، بس ضرورت یہ ہے کہ جس طرح قرن اول کے مسلمانوں نے انھیں اپنا کر دین کی سربلندی و مقبولیت کا پرچم لہرایا تھا اسی طرح اگر آج کے مسلمان بھی ان تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں اتار لیں تو نہ صرف یہ کہ اسلام کے تئیں لوگوں کی بدگمانی دور ہوجائے گی؛ بلکہ وہی لوگ اسلام کے قریب آنا چاہیں گے، جو آج اس سے وحشت زدہ ہیں۔☆☆

قرآن اور صاحبِ قرآن کی توہین ناقابل برداشت ہے: علماء کرام

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالنعیم، پیر میاں محمد رضوان نفیس ودیگر علماء کرام نے کہا کہ اسلام اور ملک عزیز کا تحفظ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس کی بنیاد عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے اور منکرین ختم نبوت کی ارتدادی سرگرمیوں کے خلاف آئینی وقانونی جدوجہد جاری رکھی جائے۔ اسلام پسند ومحبّ وطن عناصر فتنۂ قادیانیت کی اسلام وملک دشمن سرگرمیوں کے خلاف متحد ہوجائیں اور قادیانیوں کی ناپاک سازشوں کا آئینی وقانونی مقابلہ کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں، جوکہ تمام مسلمانوں کا دینی، ملی وقومی فریضہ ہے۔انہوں نے کہا کہ نارویجن سفیر کی دفتر خارجہ طلبی اور قرآن مجید کی توہین پر احتجاج احسن اقدام مگر یہ ناکافی ہے حکومت ناروے کے ساتھ سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرے۔آئے روز ناروے میں اس طرح کے توہین آمیز واقعات پیش آتے ہیں، مگر ان توہین آمیز واقعات کو رکوانے میں حکومتی سطح پر کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ مسلم ممالک توہین آمیز واقعات کے خلاف مشترکہ قدم اٹھائیں اور مشترکہ موقف کے ذریعے اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں۔علماء کرام نے کہا کہ قرآن اور صاحبِ قرآن کی توہین ناقابل برداشت ہے قرآن پاک کا دفاع کرنے والے نوجوان الیاس عمر کو سلام اور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، جس نے جذبہ ایمانی اور غیرت ایمانی کا مظاہرہ کیا، وہ پوری امت مسلمہ کا ہیرو ہے۔

حُبِّ صحابہ رضی اللہ عنہم

ایمان کی علامت

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر اور عبدالرحمٰن اور سعد اور سعید اور ابوعبیدہ اور ابوہریرہ اور انس اور بلال اور معاویہ اور سوا ان کے سب مہاجر مکہ اور انصار مدینہ کے اور جہاد کرنے والے حضرت کے ساتھ مل کر جو اُحد اور بدر اور حدیبیہ اور خیبر وغیرہ کی لڑائیوں میں حضرت کے شریک تھے بالعموم اور جس مسلمان نے حضرت سے ملاقات کی اور اسی ملاقات کے عقیدے پر وفات پائی وہ سب ہی اصحاب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ ان کی ثنا اور صفت اور خوبیاں قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔

ان سے محبت رکھنا اور ان کی راہ پر چلنا ایمان کی علامت اور نشانی ہے۔ پھر جو کوئی ان کو برا جانے یا ان کو نہ مانے تو اس نے گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا۔ اس کا ٹھکانہ دوزخ اور بی بی خدیجہ اور حفصہ اور عائشہ اور بی بی زینب اور بی بی ام سلمہ اور بی بی ام حبیبہ اور بی بی جویریہ اور بی بی میمونہ اور بی بی ریحانہ زید کی بیٹی اور بی بی ریحانہ شمعون کی بیٹی اور بی بی ماریہ قبطیہ وغیرہ حضرت کی بیبیاں اور فاطمہ زہرا اور رقیہ اور ام کلثوم حضرت کی بیٹیاں اور علی مرتضیٰ اور حضرت عثمان باحیا حضرت کے داماد اور ام کلثوم وغیرہ حضرت کی نواسیاں اور جس کو بیٹا کرکے پالا تھا حضرت نے اور اسامہ اور ان کا بیٹا وغیرہ اور ان کی اولاد یہ سب رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت کے اہل بیت اور عترت میں داخل ہیں۔ ان کی محبت رکھنا اور ان کے راہ اور رویے کو اختیار نہ کرنا اسلام اور ایمان کے نقصان میں ہے۔ اس واسطے کہ ان کی تعریف اور مدح خصوصاً اور عموماً قرآن اور حدیث سے ثابت ہے۔

جو شخص معاذ اللہ ان کو بُرا جانے۔ اس نے

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ

گویا قرآن وحدیث کا انکار کیا۔ پھر اس کا سوائے دوزخ کے کہاں ٹھکانہ ہے اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا مالک خالق ہے اس کی محبت رکھنا اور اس کے حکم پر چلنا فرض ہے اور اس کا حکم ہے کہ میرے محبوب رسول مقبول کی محبت رکھو اور اس کے کہنے پر چلو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اطاعت فرض عین ہوئی۔

سو قطع نظر اور دلیلوں سے جس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہوگی تو وہی شخص اُن سے بھی محبت کرے گا جن سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھی تھی اور یہ بے شک وشبہ یقینی بات ہے کہ جو مسلمان حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور صلاح ومشوروں میں شریک ہوتے تھے، دین مسلمانی کا انھیں کی کوششوں سے جاری ہوا حضرت کے وقت میں اور بعد حضرت کے گویا وہ لوگ پیغمبر کی پیغمبری کے کام میں مددگار تھے۔

اور جو شخص حضرت کے گھر کے تھے، بیبیاں اور اولاد اور نواسے وغیرہ جن کا ذکر اوپر مذکور ہوا ان سب سے حضرت کو محبت تھی؛ بلکہ سارے مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں سے؛ بلکہ بالکل ملک عرب سے محبت تھی تو جس کو حضرت سے محبت ہوگی وہ ان سب کی بھی محبت رکھے گا پھر ان اصحاب اور اہل بیت کی تعظیم کرے گا اور راہ اور رویہ ان کا اختیار کرے گا پھر جس قدر اس کو حضرت سے زیادہ محبت ہوگی اسی قدر ان سب سے بھی اس کو محبت زیادہ ہوگی۔

اور جاننا چاہیے کہ حضرت کے اصحاب یا اہل بیت اگر بُرے ٹھہریں تو مسلمانی کا دین بھی جھوٹا ٹھہرے اس واسطے کہ قرآن اور حدیث مسلمانی کی بنیاد، انہیں کے واسطہ سے پچھلے لوگوں کو پہنچا۔ پھر اگر وہ بُرے تھے تو ان کی بتائی ہوئی قرآن وحدیث کا کیا اعتبار اور جب قرآن وحدیث بے اعتبار ہوگیا تو دین مسلمانی سب جھوٹ ٹھہرا۔ تو جو شخص ان کو بُرا جانے وہ گویا اپنے آپ کو مسلمان نہیں جانتا اور اپنے ایمان ہی سے انکار کرتا ہے؛ بلکہ دین اسلام کا انکار کرتا ہے۔

اصحاب اور اہل بیت کی خوبیاں اور بزرگیاں قرآن وحدیث میں بہت مذکور ہیں۔ اس مقام پر کئی آیتیں اور حدیثیں مذکور ہوئی ہیں۔ سچے مسلمان کا عقیدہ درست کرنے کے واسطے اس قدر بھی کافی ہے۔ سننا چاہیے۔

"قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی:
وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ
هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ
مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ

صحابہؓ ہی نے بخشیں نعمتیں قرآن وسنت کی

خدا کی راہ میں کیا کیا دکھ اٹھائے ہیں صحابہؓ نے
محبت میں نبی کی سر کٹائے ہیں صحابہؓ نے
گلے میں طوق، سینے پر ہے پتھر، خون بہتا ہے
مگر توحید کے نعرے لگائے ہیں صحابہؓ نے
خوشی سے رقص کرتے تھے وہ تلواروں کی دھاروں میں
وفا و عشق کے جوہر دکھائے ہیں صحابہؓ نے
اٹھائی چوٹ نیزوں کی، سہے ہیں زخم تیروں کے
یہ تمغے اپنے سینوں پر سجائے ہیں صحابہؓ نے
وہ بدباطن جسے انکار ہو وہ سامنے آئے
خدا کی راہ میں اپنے گھر لٹائے ہیں صحابہؓ نے
بہ آسانی پھلا پھولا نہیں اسلام کا گلشن
لہو شہ رگ کا دے کر، گل کھلائے ہیں صحابہؓ نے
یہودی بھی تھے، عیسائی بھی تھے، مشرک بھی تھے سب کو
مئے توحید کے ساغر پلائے ہیں صحابہؓ نے
صحابہؓ ہی نے بخشیں نعمتیں قرآن و سنت کی
ہمیں جینے کے سارے گُر سکھائے ہیں صحابہؓ نے
منافق ہے صحابہؓ کی نہیں ہے قدر جس دل میں
مسلمانوں کے دلوں میں گھر بنائے ہیں صحابہؓ نے

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

یَاْمُرُھُم بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَاھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ۔" (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: "فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورۂ اعراف میں کہ میری رحمت شامل ہے ہر چیز کو سو وہ لکھ دوں گا ان کو جو ڈر رکھتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور جو ہماری باتوں پر یقین کرتے ہیں جو تابع ہوتے ہیں اس رسول کے جو نبی ہے اُمّی جس کو پاتے ہیں اپنے پاس لکھا ہوا تورات اور انجیل میں بتاتا ہے ان کو نیک کام اور منع کرتا ہے بُرے کاموں سے۔"

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر چند میری رحمت سب چیز کو شامل ہے؛ مگر خاص کر کے ان لوگوں کے واسطے وہ رحمت لکھ دوں گا جو لوگ اُمّی نبیؐ پر یقین لائے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی رفاقت کی کہ ہجرت میں ان کا ساتھ دیا کہ مکہ سے گھر چھوڑ کر حضرت کے ساتھ مدینے کو گئے اور وہ لوگ جنھوں نے مدینہ میں پیغمبر کو جگہ دی اور مدد کی اور قرآن نورانی جو پیغمبر کے ساتھ نازل ہوا، اس کے تابع ہوئے اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا کے حکم پر یقین کرتے ہیں اور اپنے نبی کا حال توریت اور انجیل میں دیکھ کر نبی پر ایمان لائے کہ وہ نبی ان کو نیک کام بتاتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاک چیزیں حلال بتاتا ہے اور ناپاک چیزیں حرام کہتا ہے اور گناہوں کے بوجھ ان پر لدے ہوئے تھے اور باپ دادا کے رسوم کی پھانسیاں جو ان کے گلے میں تھیں، سو اتارتا ہے۔ سو وہ لوگ مراد کو پہنچے کہ جنتی ہوئے۔ پھر اب جو کوئی ان کو بُرا کہے اور ان پر طعن کرے تو گویا اللہ کی رحمت پر طعن کرتا ہے اور اس آیت کا منکر ہے۔ ☆☆

بابری مسجد سے متعلق فیصلہ! تجزیہ اور لائحہ عمل

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

بابری مسجد کا مقدمہ ہندوستان کی تاریخ کا طویل ترین مقدمہ ہے، جس نے انصاف کے لئے نہیں صرف فیصلہ کے لئے پون صدی کا وقت لے لیا، پہلا فیصلہ الٰہ آباد ہائی کورٹ نے کیا، جس سے کسی فریق کو اطمینان نہیں ہوا، ریٹائرڈ جج اور ماہرین قانون نے بھی اس پر حیرت کا اظہار کیا، آخر معاملہ سپریم کورٹ تک پہنچا، اور طویل بحث کے بعد ۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کو صبح کے ساڑھے دس بجے فیصلہ سنا دیا گیا، یہ فیصلہ بھی کچھ کم باعث تعجب نہیں، اس میں دلائل تو مسلمان فریق کے مانے گئے اور ہندو فریق کے دلائل کہا جا سکتا ہے کہ مسترد کر دیئے گئے؛ لیکن فیصلہ ہندو فریق کے حق میں ہوا، افسوس کہ اس فیصلہ کی وجہ سے ملک اور ملک سے باہر ہندوستان کے عدالتی نظام کا وقار مجروح ہوا، اور معزز عدالت سے بے حد ادب کے ساتھ عرض ہے کہ اس رویہ کی وجہ سے اعتماد کا آبگینہ چور چور ہو کر رہ گیا۔

یہ کہنا شاید غلط نہ ہو کہ بابری مسجد ایسی مظلوم مسجد ہے، جسے چار بار شہید کیا گیا، پہلی بار یکم فروری ۱۹۸۶ء میں، جب فیض آباد سیشن کورٹ نے مسجد کا تالا کھولنے کا حکم دیا، دوسری بار ۶؍دسمبر ۱۹۹۲ء میں، جب بابری مسجد کا ڈھانچہ دوپہر کی روشنی میں ظلماً منہدم کر دیا گیا، تیسری بار ۳۰؍ستمبر ۲۰۱۰ء میں، جب الٰہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ آیا اور فیصلہ کی بنیاد قانون کے بجائے آستھا کو بنایا گیا، چوتھی بار ۹؍نومبر ۲۰۱۹ء کو سپریم کورٹ کا حالیہ فیصلہ، یہ یقیناً ہمارے ملک کے انتظامی اور عدالتی نظام کے دامن پر ایک داغ ہے۔

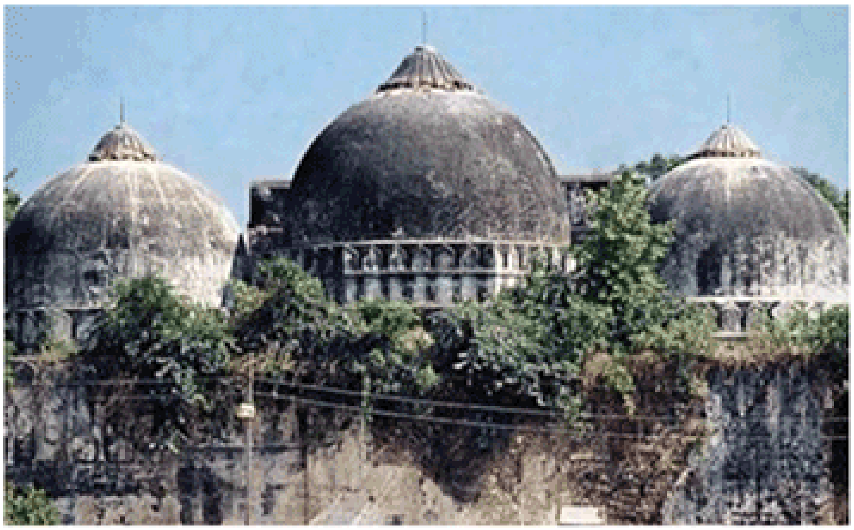

حالیہ فیصلہ میں مسلمانوں کے جن دعویٰ کو ان کے دلائل کی روشنی میں قبول کیا گیا ہے، یہاں ان کا تذکرہ کرنا مناسب ہوگا:

۱۔ بابری مسجد کی جگہ کا غاصب مغل بادشاہ بابر کو قرار دیا جاتا ہے؛ لیکن کورٹ نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اس کو بابر نے نہیں؛ بلکہ بابر کے کمانڈر میر باقی نے ۱۵۲۸ء میں تعمیر کیا تھا۔

۲۔ عدالت نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ مسجد کسی مندر کو منہدم کر کے نہیں بنائی گئی، اس سے اس جھوٹ کا پردہ فاش ہو جاتا ہے، جس کو خوب پھیلایا گیا، مسلمانوں کے بارے میں نفرت پیدا کی گئی اور فرقہ پرستوں کی ایک جارح شدت پسند اور دہشت گرد فوج تیار کر دی گئی، ظاہری ناکامی کے پردہ میں یہ مسلمانوں کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

۳۔ فیصلہ میں یہ بات تو کہی گئی ہے کہ آثار قدیمہ کی کھدائی میں مسجد کے نیچے کوئی ڈھانچہ پایا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ڈھانچہ مسلمانوں کی مقدس عمارت کا نظر نہیں آتا؛ لیکن ساتھ ساتھ یہ بات بھی تسلیم کی گئی کہ یہ کسی مندر کا ڈھانچہ بھی نہیں ہے، اس سے اس خیال کی تردید ہوتی ہے جو بعض دروغ گو میڈیا والے کہتے ہیں کہ آثار قدیمہ کی کھدائی میں نیچے مندر پایا گیا؛ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کھدائی میں ایک لمبی دیوار پائی گئی ہے جو بظاہر عیدگاہ کی ہو سکتی ہے؛ کیوں کہ قدیم مندروں میں عام طور پر لمبا احاطہ نہیں ہوتا تھا۔

۴۔ اس بات کو بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۶؍دسمبر ۱۹۴۹ء کو بھی بابری مسجد میں عشاء کی نماز ادا کی گئی گویا صدیوں تک وہاں نماز ہوتی رہی ہے۔

۵۔ کچھ فرقہ پرست ہندوؤں کا خیال ہے کہ ۲۲،۲۳؍دسمبر ۱۹۴۹ء کی درمیان شب میں شری رام جی خود ہی پرکٹ ہو گئے تھے، یعنی زمین

میں سے اوپر نکل آئے تھے، عدالت نے تسلیم کیا ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں، حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے غیر قانونی طور پر دیوار پھاند کر مسجد کے درمیانی گنبد کے نیچے رام چندر جی کی مورتی رکھ دی تھی اور ان کا یہ فعل خلاف قانون تھا۔

۶۔ عدالت نے اس بات کو بھی تسلیم کیا ہے کہ ۶/دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد منہدم کرنے کا واقعہ غیر آئینی اور قابل مذمت تھا اور اس کے مجرموں کو سزا ملنی چاہیے۔

۷۔ عدالت نے اگرچہ بابری مسجد کی اصل جگہ کا فیصلہ ہندو فریق کے حق میں کیا؛ لیکن یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کو اس کے عوض پانچ ایکڑ زمین دی جائے، اس جگہ کے عوض پانچ ایکڑ زمین دینے کا حکم اس بات کی دلیل ہے کہ کورٹ نے بابری مسجد کی جگہ پر سنی وقف بورڈ کی ملکیت کو تسلیم کیا ہے، اگر ملکیت تسلیم نہیں کی جاتی تو اس کے بدلہ میں زمین دینے کے کوئی معنیٰ نہیں، اور اسی لئے کورٹ نے نرموہی اکھاڑا کے دعویٰ ملکیت کو رد کر دیا۔

غور کیا جائے تو یہ تمام نکات مسلمان فریق کے نقطۂ نظر کے مطابق ہیں، انصاف کا تقاضہ یہی تھا کہ جب ان دعووں کو کورٹ نے تسلیم کرلیا ہے تو یہ جگہ مسلمانوں کو حوالہ کی جاتی؛ لیکن فیصلہ مندر کے حق میں کیا گیا، اور اس میں شری رام جی کو مقدمہ کا فریق مانا گیا، ہمارے ہندو بھائی شری رام جی کو خدا مانتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں، خدا کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ انسانوں کی عدالت میں آکر انصاف کے لئے التجا کرے، اگر ہمارے ہندو بھائی گہرائی کے ساتھ غور کریں تو یہ تو شری رام جی کی اہانت ہے کہ خدا کو اتنا کمزور قرار دیا جا رہا ہے کہ وہ آپ اپنی ملکیت کی حفاظت نہ کر سکے اور اپنے بھکتوں اور عبادت گزاروں کا محتاج ہو جائے؛ اسی لئے میں نے عرض کیا کہ اس فیصلہ میں دلائل مسلم فریق کے تسلیم کئے گئے اور دعویٰ ہندو فریق کا، معزز عدالت کو غور کرنا چاہئے کہ کیا اس سے انصاف کے تقاضے پورے ہوتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ملک میں ابھی انسانیت زندہ ہے اور برادران وطن کی بڑی تعداد منصف مزاج واقع ہوئی ہے؛ البتہ اپنی سادہ لوحی میں پروپیگنڈہ کا شکار ہو جاتی ہے؛ چنانچہ کئی سابق ججوں نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے وکلاء نے اور ملک کے مشہور قانون دانوں نے اس فیصلہ کو نامنصفانہ قرار دیا ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ ملک کے باہر بھی ہندوستان کے وقار کو نقصان پہنچا ہے۔

ان غم انگیز لمحات میں مسلمانوں کے لئے ایک پہلو خوشی کا اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا بھی ہے کہ بابری مسجد کے مسئلہ میں اپنے ظلم کو جواز بخشنے کے لئے کئی کوششیں کی گئیں، لالچ بھی دی گئی اور خوف بھی دلایا گیا، آخر وقت تک بھی یہ کوشش جاری رہی، مشیر سلامتی امور اجیت ڈوبھال مختلف شخصیتوں اور تنظیمی سربراہوں کو مدعو کرتے رہے، مگر عام طور پر لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا، راقم الحروف سے بھی بار بار خود انھوں نے اور ان کے سکریٹری نے فون کیا؛ لیکن ہمیشہ ان سے معذرت کی گئی، بورڈ کے سکریٹری صاحب کو بھی دعوت دی گئی اور انھوں نے علی الاعلان اس کو رد کر دیا، یہ ایک خوش آئند بات ہے، مسلمانوں کی کامیابی یہ نہیں ہے کہ دنیا میں ان کو سرخروئی حاصل ہو جائے، مسلمانوں کی اصل کامیابی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں سرخرو ہو جائیں، اور اس مسئلہ میں مسلمانوں نے جو قربانی دی ہے، اس سے پوری امید ہے کہ ان شاء اللہ! ایسا ہی ہوگا۔

جہاں تک یہ بات ہے کہ اس فیصلہ پر مسلمانوں کا رد عمل کیا ہونا چاہئے تو فیصلہ کے دو جزو ہیں، ایک جزو ہے پانچ ایکڑ زمین دیا جانا، یہ تو ملت اسلامیہ کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے، یہ مسلمانوں کی دینی غیرت اور ایمانی حمیت کے خلاف ہے کہ وہ پانچ ایکڑ زمین لے کر مسجد حوالہ کر دیں، اور شرعی نقطۂ نظر سے بھی اس کا لینا جائز نہیں؛ کیوں کہ کورٹ یہ زمین بابری مسجد کے عوض کے طور پر دے رہی ہے، تو گویا اس زمین کو لینا مسجد کو پانچ ایکڑ کے عوض فروخت کرنا اور اس کی حیثیت میں تبدیلی کو قبول کرنا ہے، یہ درست نہیں ہے، فقہاء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو جگہ ایک بار

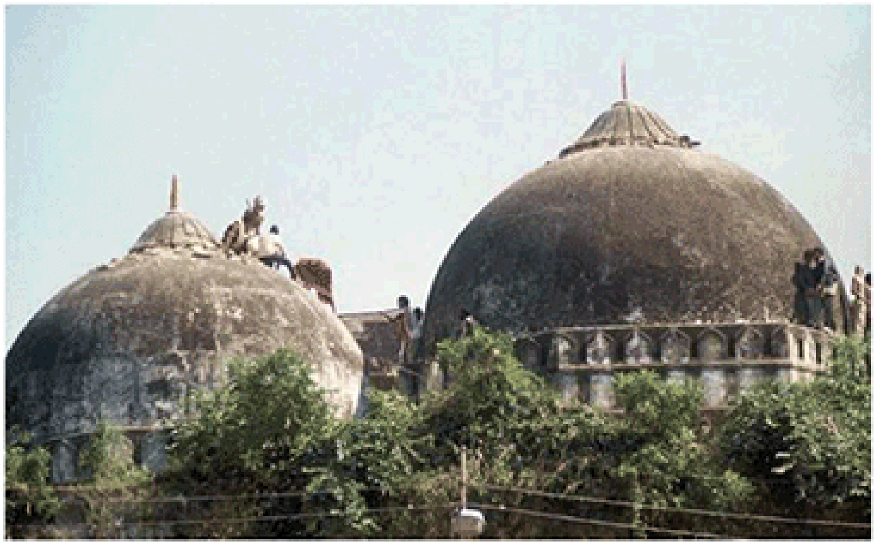

مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے مسجد ہے، غیر مسلم ہوں یا مسلمان، وہ اس کی حیثیت کو نہیں بدل سکتے؛ اس لئے نہ شرعاً زمین کے اس ٹکڑے کو لینا جائز ہے اور نہ اخلاقاً؛ اسی لئے مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیت علماء نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ انہیں یہ زمین لینا قبول نہیں، دوسرے اداروں اور دینی شخصیتوں کو بھی اسی پر عمل کرنا چاہئے؛ ورنہ وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے، مسلمان تو اپنی مسجد کی واپسی کے لئے عدالت میں گئے تھے نہ کہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے۔

جہاں تک بابری مسجد کی اصل جگہ کا مسئلہ ہے تو مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ بحد امکان مسجد کو بچانے کی کوشش کریں، اس کوشش کا ایک مرحلہ الٰہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ پر پورا ہوا، دوسرا مرحلہ ۹؍نومبر کو سپریم کورٹ کے فیصلہ پر تمام ہوا؛ لیکن ابھی ایک گنجائش باقی ہے کہ عدالت میں نظر ثانی کی درخواست دی جائے؛ اگرچہ نظر ثانی میں کامیابی کا امکان بہت کم ہے اور ماضی میں دو چار ہی مواقع پر کورٹ نے اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر کے مدعی کے دعووں کو تسلیم کیا ہے؛ لیکن چوں کہ قانون میں اس کی گنجائش موجود ہے اور کسی نہ کسی درجہ میں اس کے نتیجہ خیز ہونے کا بھی امکان ہے؛ اس لئے مسلمانوں کے عمومی جذبات اور ان کی رائے کو سامنے رکھتے ہوئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اور جمعیت علماء ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ اس آخری گنجائش سے بھی استفادہ کیا جائے؛ تاکہ اللہ کے دربار میں کہا جا سکے کہ آپ کے گھر کو بچانے کی جو آخری کوشش ہو سکتی تھی، وہ ہم نے کر لی؛ اس لئے بارالٰہا! ہمیں مسجد کے محافظین میں شمار کر نہ کہ مسجد فروشوں میں؛ اس لئے موجودہ حالات میں ایک طرف ہمارا فریضہ ہے کہ اس آخری کوشش میں بورڈ کا تعاون کریں اور چوں کہ ہمارے دین نے ہر حال میں امن و امان کو قائم رکھنے کا حکم دیا ہے؛ اس لئے ہماری طرف سے کوئی ایسا ردِعمل ظاہر نہیں ہوا، جو امن و امان کو متاثر کرنے والا ہو، ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ اس پر کاربند رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اس پر قائم رہیں گے۔

زندہ قوموں کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ حادثات پر صرف رنج وغم کا اظہار کریں؛ بلکہ وہ حادثات سے سبق لیتی ہیں، اور پوری قوت سے ایک نئے مستقبل کا منصوبہ بناتی ہیں، اس حادثہ کا سبق یہ ہے کہ:

☆...... مسجدوں سے ہمارا رشتہ مضبوط ہو، صورت حال یہ ہے کہ نماز فجر ادا کرنے والے مسلمانوں کی تعداد ایک فیصد سے بھی کم ہے، پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کرنے والے بمشکل ۲۰، ۲۵ فیصد ہوں گے، شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے صرف جمعہ کی نماز فرض کی گئی ہے، پندرہ بیس فیصد مسلمان وہ ہیں جو کاروبار، تعلیم اور مختلف بہانوں سے جمعہ کا بھی ناغہ کر دیتے ہیں، اور شاید عیدین کے سوا کبھی ان کی پیشانی خدا کی چوکھٹ پر نہیں جھک پاتی، اگر مسلمان خود مسجدوں سے اپنا تعلق توڑ لیں تو مسجد کی حفاظت کیسے ہوگی؟ جس مکان کی طرف سے مکینوں کی توجہ ہٹ جائے، وہ بہت جلد ویران اور کھنڈر ہو جاتا ہے، مسلمان خود مسجدوں کو آباد نہ کریں اور سرکار سے امید رکھیں کہ وہ مسجد کی حفاظت کرے گی، اس سے بھی بڑی کوئی نا سمجھی ہو سکتی ہے، اگر ہم خود مسجدوں کا حق ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہماری مسجدوں کی حفاظت فرمائیں گے۔

☆...... دوسرے: ہمارے اندر دعاء اور استغفار کا اہتمام ہونا چاہئے، ہمارا ایمان ہے کہ زمین پر جو کچھ واقعات پیش آتے ہیں، اس کا فیصلہ زمین پر نہیں آسمان پر ہوتا ہے، افسوس کہ مسلمانوں کے اندر اپنے خالق و مالک سے مانگنے کا جذبہ کم سے کم تر ہوتا جا رہا ہے، ظاہری اسباب پر ہماری نظر ہوتی ہے، سیاسی حالات کو ہم قابل توجہ سمجھتے ہیں؛ لیکن اس بات کی فرصت نہیں ملتی کہ کسی وقت تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، ندامت کے آنسو گرائیں، الحاح و التجاء کے ذریعہ اپنے خدا کو منائیں اور اسباب کے ساتھ ساتھ مسبب الاسباب تک پہنچنے کی فکر کریں۔

☆...... تیسرا ضروری کام یہ ہے کہ مسلمان جن مسائل سے دوچار ہوتے ہیں، اپنے اندر ان کا شعور پیدا کریں، مسئلہ کے پس منظر، اس کی نوعیت اور حال اور مستقبل میں اس کے اثرات ونتائج، اس سلسلہ میں کئے جانے والے پروپیگنڈوں کی حقیقت اور واقعات کی سچائی کے بارے میں خود جانیں اور دوسروں کو بتائیں، خاص کر غیر مسلم بھائیوں کو حقیقی صورت حال سے آگاہ کریں، ان میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہیں جو جانتے بوجھتے جھوٹ کو سنتے ہیں اور پھیلاتے ہیں؛ لیکن ان کی بڑی تعداد ناواقفیت کی وجہ سے فرقہ پرستوں کی سازشوں کا شکار بنتی ہے، بہر حال ہمیں ایسے واقعات سے گھبرانا نہیں چاہئے، اللہ نے اس امت کو قیامت تک باقی رکھنے کا فیصلہ کیا ہے، انجام کار اسے غلبہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور ان شاء اللہ یہ ہو کر رہے گا کہ:

’’صبح ایک زندہ حقیقت ہے، یقیناً ہوگی!‘‘

(روزنامہ اسلام کراچی ۲۲، ۲۳؍نومبر ۲۰۱۹ء)

خبروں پر ایک نظر

سیرت خاتم الانبیاء پروگرام

سکھر (محمد مبشر حسین گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر انتظام ماہ ربیع الاول میں مختلف مساجد میں سیرت خاتم الانبیاء پروگرام منعقد کئے گئے۔

پہلا پروگرام: ۱۰رنومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء مدنی مسجد آدم شاہ کالونی میں حضرت مولانا مفتی محکم الدین خطیب مسجد کی زیر نگرانی ہوا۔ تلاوت کے بعد مبلغ ختم نبوت سکھر ڈویژن مولانا محمد حسین ناصر نے عقیدۂ ختم نبوت وسیرت النبی کے عنوان پر تفصیلی بیان کیا۔ صاحبزادہ عبدالقیوم اشرفی اور مولانا عبداللطیف اشرفی خطیب الفاروق مسجد کے بیانات کے بعد آخری بیان حضرت مولانا قاری جمیل احمد بندھانی خطیب مرکزی جامع مسجد سکھر کا ہوا۔ علماء کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر گفتگو کرتے ہوئے عوام الناس کو سیرت خاتم الانبیاء اپنانے کی تلقین کی۔ پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے خطیب مسجد نے بھرپور محنت کی، اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

دوسرا پروگرام: ۱۱رنومبر بعد نماز عشاء اہلبیت مسجد شالیمار کالونی میں زیر انتظام حافظ عبدالحنان منعقد ہوا۔ تلاوت اور نعت شریف کے بعد مولانا محمد حسین ناصر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم جس جذبے اور محبت سے میلاد شریف مناتے ہیں اگر اتنی محنت مشن نبوی اور سیرت النبی پر عمل پیرا ہونے پر صرف کریں تو ہماری دنیا وآخرت بدل سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرامؓ نے جس طرح اسوۂ حسنہ کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا ہمیں بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے سنت نبوی پر عمل کرنا چاہیے۔ اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے بھائی منیر احمد اور حافظ عبدالحنان نے خوب محنت کی، اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے۔

تیسرا پروگرام: ۱۲رنومبر بعد نماز عصر جامع مسجد خاتم الانبیاء جیل والی مسجد میں ترتیب دیا گیا، جہاں مولانا محمد حسین ناصر نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ امت محمدیہ میں سے ہر امتی کی ذمہ داری ہے کہ وہ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے قادیانیوں اور گستاخانِ رسول کو کھلی چھٹی دے دی ہے۔ ہم ان شاء اللہ! قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھیں گے۔

چوتھا پروگرام: ۱۵رنومبر کو تقویٰ مسجد نواں پنڈ سکھر میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد حسین ناصر نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے صحابہ کرامؓ کی جدوجہد و قربانیوں کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ صحابہ کرامؓ نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس وختم نبوت کا تحفظ کیا اور جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کی ذریت کو انجام تک پہنچایا۔

پانچواں پروگرام: ۱۷رنومبر کو بعد نماز عصر باغ رسول مسجد پرانا سکھر میں رکھا گیا مولانا محمد حسین ناصر نے اس موقع پر کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ کی آمد کے بعد اب کسی اور نئے نبی کی ضرورت نہیں۔ آپ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اب اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ دجال اور کذاب تو ہوسکتا ہے لیکن نبی نہیں، اس پروگرام کو کامیاب کرنے کے لئے خطیب مسجد نے بھرپور تعاون کیا۔

چھٹا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے زیر انتظام ۱۸رنومبر بعد نماز عشاء عثمان غنی مسجد سکھر مجاہد جمعیت حضرت مولانا الٰہی بخش ٹانوری مدظلہ کی سرپرستی میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی، تلاوت کی سعادت حضرت مولانا عبدالرشید ٹانوری نے جبکہ ہدیۂ نعت حافظ حبیب اللہ شیخ اور مشہور نعت خواں محمد راشد منگی نے پیش کیا۔

کانفرنس میں مولانا محمد حسین ناصر، حضرت مولانا مفتی محکم الدین مہر، حضرت مولانا عبداللطیف اشرفی اور امیر محترم حضرت مولانا قاری جمیل احمد بندھانی کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے اپنے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے پر زور دیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض صاحبزادہ مولانا عبدالرشید ٹانوری نے انجام دیئے۔ آخر میں جمعیت علماء اسلام کے بزرگ راہنما حضرت مولانا الٰہی بخش ٹانوری نے دعا کرائی۔

قادیانی مسئلہ اور مسلمانوں کی ذمہ داری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد، برمنگھم، برطانیہ میں ۱۶راگست ۱۹۹۲ء کو منعقد ہونے والی سالانہ عالمی ختم نبوت کانفرنس سے مولانا زاہد الراشدی کے خطاب کی تحریری شکل

بعد الحمد والصلوۃ! مجھے تھوڑے سے وقت میں صرف ایک پہلو پر کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہیں، دعا کریں اللہ تعالیٰ مقصد کی باتیں کہنے کی توفیق دیں اور دین حق کی جو بات علم اور سمجھ میں آئے اس پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائیں۔

قادیانی گروہ کی سرپرست لابیوں اور ویسٹرن میڈیا کی طرف سے قادیانی مسئلہ کے حوالہ سے ایک الزام پاکستان کے مسلمانوں پر، پاکستان کی حکومت پر اور پاکستان کے دستوری اور قانونی ڈھانچے پر پورے شدومد کے ساتھ دنیا بھر میں دہرایا جارہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کردیے گئے ہیں، ان کے شہری حقوق معطل ہوگئے ہیں اور قادیانیوں کے ہیومن رائٹس ختم کر دیے گئے ہیں۔ ابھی حال میں اسی ماہ کے آغاز میں برطانیہ میں ٹل فورڈ کے مقام پر قادیانیوں کے سالانہ اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر نے شرکت کی ہے اور اپنی تقریر میں انسانی حقوق کے حوالہ سے قادیانیوں کی نام نہاد مظلومیت کا ذکر کیا ہے، پاکستان سے ان کی جلاوطنی کا ذکر کیا ہے اور انسانی حقوق کی دہائی دی ہے۔ یہی وہ الزام ہے جس بنیاد پر مغربی ممالک اسلام دشمن عناصر اور ویسٹرن میڈیا قادیانی گروہ کی مکمل پشت پناہی کررہا ہے۔ اس لئے آج میں یہ چاہتا ہوں کہ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ اس امر کا جائزہ لیا جائے کہ

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

پاکستان میں قادیانیوں کے کون سے انسانی حقوق پامال ہوئے ہیں اور ان کے ہیومن رائٹس پر کیا زد پڑی ہے؟ جذبات سے ہٹ کر منطق اور استدلال کے ساتھ اس مسئلہ کا تھوڑے سے وقت میں تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ قادیانی مسلم تنازعہ کی اصل بنیاد کو تلاش کیا جائے کہ بنیادی جھگڑا کیا ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے نئی نبوت اور نئی وحی کے ساتھ اپنے لئے نئے مذہب کا انتخاب کیا ہے اور مسلمانوں سے اپنا مذہب الگ کرلیا ہے۔ یہ بات مسلمات میں شامل ہے کہ نئی نبوت اور نئی وحی کے ساتھ مذہب بھی الگ ہوجاتا ہے۔ تفصیلات میں جائے بغیر صرف ایک حوالہ سے بات عرض کروں گا۔ آپ کے اس برطانوی معاشرہ میں یہودی اور عیسائی دونوں رہتے ہیں۔ تورات پر یہودی اور عیسائی دونوں ایمان رکھتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دونوں اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اور تورات پر دونوں متفق ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں کا مذہب ایک نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں، اس لئے کہ عیسائی حضرت موسیٰؑ اور تورات پر ایمان رکھنے کے باوجود ایک نئے نبی اور نئی وحی کو تسلیم کرتے ہیں، جن پر یہودیوں کا ایمان نہیں ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کو بھی مانتے ہیں جن پر یہودیوں کا ایمان نہیں ہے، اس لئے عیسائیوں کا مذہب یہودیوں سے الگ ہوگیا اور دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں۔

اسی طرح مسلم قادیانی تنازعہ میں بھی یہ

> **مسلم، قادیانی تنازعہ میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا مذہب ایک نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں۔ اس حقیقت کو قادیانی گروہ بھی تسلیم کرتا ہے اور تاریخ کے ریکارڈ میں اس کی متعدد دستاویزی شہادتیں موجود ہیں**

بات تسلیم شدہ ہے کہ مسلمانوں اور قادیانیوں کا مذہب ایک نہیں ہے بلکہ دونوں الگ الگ مذہب کے پیروکار ہیں۔اس حقیقت کو قادیانی گروہ بھی تسلیم کرتا ہے اور تاریخ کے ریکارڈ میں اس کی متعدد دستاویزی شہادتیں موجود ہیں جن میں سے بعض کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جب پاکستان اور ہندوستان کی تقسیم ہورہی تھی، پنجاب کی تقسیم کے لئے ریڈکلف کمیشن بنا تھا، پنجاب کو اس بنیاد پر تقسیم کیا جارہا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے وہ پاکستان میں شامل ہوں گے اور جہاں مسلمان اکثریت میں نہیں ہیں وہ بھارت کا حصہ ہوں گے۔ گورداسپور کا علاقہ جہاں قادیان واقع ہے،اس علاقہ کی صورتحال یہ تھی کہ اگر قادیانی آبادی خود کو مسلمانوں میں شامل کراتی تو یہ خطہ زمین پاکستان کے حصہ میں آتا، اور اگر قادیانی گروہ مسلمانوں سے الگ شمار ہوتا تو گورداسپور کا علاقہ بھارت کے پاس چلا جاتا۔اس وقت قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے، جو مرزا غلام احمد قادیانی کا فرزند اور مرزا طاہر احمد کا باپ تھا، اپنا کیس مسلمانوں سے الگ پیش کر کے یہ فیصلہ تاریخ میں ریکارڈ کروایا کہ قادیانی خود کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ چودھری ظفر اللہ خان نے مرزا بشیر الدین محمود کی ہدایت پر قادیانیوں کی فائل مسلمانوں سے الگ ریڈکلف کمیشن کے سامنے پیش کی جس کی بنیاد پر گورداسپور غیر مسلم اکثریت کا علاقہ قرار پایا اور بھارت کے حوالے کر دیا گیا۔اس کے نتیجہ میں بھارت کو کشمیر کے لئے راستہ ملا اور اس نے کشمیر پر قبضہ کرلیا اور آج بھی لاکھوں کشمیری عوام بھارت کے تسلط اور وحشت ودرندگی کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کا جنازہ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ پڑھا رہے تھے، ملک بھر کے سرکردہ حضرات اور غیر ملکی سفراء جنازہ میں شریک تھے۔حکومت پاکستان کا قادیانی وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان بھی موجود تھا لیکن ملک کے گورنر جنرل کے جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور غیر مسلم سفیروں کے ساتھ الگ بیٹھا رہا۔ یہ بات قومی پریس کے ریکارڈ میں ہے کہ چودھری ظفر اللہ خان سے پوچھا گیا کہ آپ وزیر خارجہ ہیں لیکن جنازہ میں شریک نہیں ہوئے،اس کی وجہ کیا ہے؟اس پر ظفر اللہ خان نے کہا کہ ”مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیرخارجہ سمجھ لیا جائے یا مسلمان حکومت کا کافر وزیرخارجہ“۔ اس طرح چودھری ظفر اللہ خان نے بھی تاریخ میں اپنی یہ شہادت ریکارڈ کرائی کہ مسلمانوں کا مذہب الگ ہے اور قادیانی ان سے الگ ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

۱۹۷۴ء میں جب پاکستان کی قومی اسمبلی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی ترمیم پر بحث کررہی تھی، اسمبلی نے یکطرفہ فیصلہ کرنے کی بجائے قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو اسمبلی کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا موقع دیا۔ قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے گیارہ روز تک اور لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی صدر الدین نے دو روز تک اسمبلی کے سامنے اپنے موقف کی وضاحت کی، اور ان کا موقف پوری طرح سننے کے بعد اسمبلی نے اپنا فیصلہ صادر کیا۔ اس موقع پر مرزا ناصر احمد سے پوچھا گیا کہ وہ دنیا بھر کے ایک ارب کے لگ بھگ ان مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ مرزا ناصر احمد نے پہلے اس سوال کو گول کرنے کی کوشش کی لیکن بالآخر پارلیمنٹ کے فلور پر انہیں اپنے اس عقیدہ کا دوٹوک اظہار کرنا پڑا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے والے دنیا بھر کے ایک ارب کے لگ بھگ مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح مرزا طاہر احمد کے بڑے بھائی مرزا ناصر احمد نے بھی تاریخ کی عدالت میں اپنی یہ شہادت ریکارڈ کرائی کہ وہ قادیانیت کو مسلمانوں سے الگ مذہب قرار دیتے ہیں۔

آج مرزا طاہر احمد دنیا بھر میں مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف واویلا کر رہا ہے لیکن میں مرزا طاہر احمد کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک شہادت تو خود تم نے بھی ریکارڈ کرائی ہے جو تازہ ترین شہادت ہے۔ ابھی حال ہی میں ٹل فورڈ میں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع ہوا ہے۔ مسلمانوں کے اجتماعات ہوتے ہیں تو مہمان خصوصی امام کعبہ ہوتے ہیں، شیخ الازہر ہوتے ہیں، مسلم ممالک کے سفراء آتے ہیں اور دیگر مسلم شخصیات شریک ہوتی ہیں، ہماری اس ختم نبوت کانفرنس میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد تشریف فرما ہیں، پاکستان کے مفتی اعظم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی تشریف فرما ہیں، لیکن ٹل فورڈ کے قادیانی اجتماع میں مہمان خصوصی کون تھا؟ بھارت کا ہندو ہائی کمشنر اور ساؤتھ آل کونسل کا سکھ میئر۔ یہ بھی تاریخ کی شہادت ہے۔

حضرات محترم! جب یہ بات طے شدہ ہے کہ قادیانیوں کا مذہب مسلمانوں سے الگ ہے

اور دونوں ایک مذہب کے پیروکار نہیں ہیں تو ظاہر بات ہے کہ اسلام کا نام ان میں سے ایک ہی فریق استعمال کرے گا، دونوں استعمال نہیں کر سکتے۔ اسلام کا نام اور اس کے شعائر مثلاً کلمہ طیبہ، مسجد، امیر المومنین، خلیفہ اور صحابی، جو اسلام کے ساتھ مخصوص ہیں اور مسلمانوں کی پہچان بن چکے ہیں، انہیں استعمال کرنے کا حق ایک فریق کو ہوگا۔ آپ حضرات خانہ خدا میں بیٹھے ہیں، آپ ہی انصاف سے کہیں کہ کیا دونوں گروہوں کو بیک وقت اسلام کا نام، اسلام کا لیبل اور اس کا ''ٹریڈ مارک'' استعمال کرنے کا حق ہے؟ اگر نہیں، اور انصاف کا تقاضا ہے کہ نہیں، تو پھر انصاف کے ساتھ یہ فیصلہ بھی کیجئے کہ یہ حق دونوں میں سے کس فریق کا ہے؟ جو چودہ سو سال سے اس نام اور اصطلاحات کو استعمال کر رہا ہے یا اس کا جو ایک سو سال سے اس کا دعویدار ہے۔

اصل بات کو سمجھنے کی کوشش کریں، ایک عام کاروباری سی بات ہے، عام سی مثال ہے، اس حوالہ سے بات عرض کرتا ہوں۔ ایک کمپنی جو سو سال سے کام کر رہی ہے، اس کا ایک نام ہے، ایک لیبل ہے، ایک ٹریڈ مارک ہے، جن کے ساتھ وہ مارکیٹ میں متعارف ہے۔ اس کی ایک ساکھ ہے، اس حوالہ سے اس کا اعتبار قائم ہے۔ اب کچھ لوگ اس سے الگ ہو کر ایک نئی کمپنی بناتے ہیں، ایمان کے ساتھ بتایئے کہ اگر وہ نئی کمپنی اپنا مال مارکیٹ میں لانے کے لئے پہلی کمپنی کا نام استعمال کرتی ہے، اس کا ٹریڈ مارک اور لیبل استعمال کرتی ہے، تو انصاف کی زبان اسے کیا کہتی ہے؟ قانون اسے کیا کہتا ہے؟ (لوگوں نے کہا فراڈ، فراڈ)۔ میں ان مغربی لابیوں سے پوچھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا کیا ہے؟ قانون کا تقاضا کیا ہے؟ دانش کا تقاضا کیا ہے؟ خدا کے لئے ہمارا موقف بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔

نبوت کا دعویٰ مرزا بہاء اللہ نے بھی کیا تھا، اس کے ماننے والے بہائی بھی ہم سے الگ مذہب رکھتے ہیں، ہم انہیں کافر کہتے ہیں، لیکن ہمارا ان سے قادیانیوں کی طرز کا کوئی تنازعہ نہیں ہے، کشمکش کی فضا نہیں ہے، اس لئے کہ وہ اسلام کا نام استعمال نہیں کرتے، انہوں نے اپنا نام اور اصطلاحات الگ کر لی ہیں۔ وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہتے، لندن ماسک کے نام پر اپنا لٹریچر تقسیم نہیں کرتے، اور اپنے مرکز کو اسلام آباد نہیں کہتے۔ ہم انہیں کافر کہتے ہیں لیکن ہمارا ان سے جھگڑا کوئی نہیں ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ تنازعہ یہ ہے کہ مذہب نیا ہے، کمپنی نئی ہے، لیکن نام ہمارا استعمال کرتے ہیں، لیبل اور ٹریڈ مارک ہمارا استعمال کرتے ہیں۔ ہم اس کی اجازت نہیں دے سکتے، یہ دھوکہ ہے، فراڈ ہے اور کھلا فریب ہے۔ ہم دنیا بھر کے دانشوروں کو دہائی دیتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمارے خلاف پراپیگنڈا کرنے سے پہلے یہ تو دیکھ لو کہ اصل قصہ کیا ہے اور تنازعہ کس بات پر ہے۔

حضرات محترم! اب میں اس صدارتی آرڈی نینس کی طرف آتا ہوں جسے مرزا طاہر احمد اور اس کی سرپرست لابیوں کی طرف سے پوری دنیا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا عنوان دے کر بدنام کیا جا رہا ہے۔ یعنی ۱۹۸۴ء کا وہ صدارتی آرڈی نینس جس کے تحت صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا ہے، اور جس کے بارے میں مغربی لابیاں یہ کہہ رہی ہیں کہ اس کے ذریعے قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال ہوگئے ہیں۔ لیکن پہلے یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ آرڈی نینس صدر جنرل ضیاء الحق کا تیار کردہ نہیں ہے، نہ اسے فوجی ہیڈ کوارٹر نے ترتیب دیا ہے۔ بلکہ آرڈی نینس تحریک ختم نبوت کے ان مطالبات پر مشتمل ہے جن کے لئے ہم نے ملک بھر میں تحریک چلائی، اسٹریٹ پاور کو منظم کیا، لوگوں کو سڑکوں پر لائے اور راولپنڈی کی طرف لانگ مارچ کیا۔ اس پر مجبور ہو کر ہمارے مطالبات کو آرڈی نینس کی شکل دی گئی، اس لئے یہ مارشل لاء ریگولیشن یا کسی ڈکٹیٹر کا نافذ کردہ قانون نہیں بلکہ عوامی مطالبات پر مشتمل ایک قانونی ضابطہ ہے۔

اس کے بعد صدارتی آرڈی نینس پر بحث سے قبل آپ حضرات کو مرزا طاہر احمد کی اس مہم سے بھی متعارف کرانا چاہتا ہوں جو اس آرڈی نینس کے خلاف ابھی تک جاری ہے۔ اس مہم کے مختلف مراحل کا آپ کے سامنے لایا جانا ضروری ہے تاکہ آپ لوگ دیکھ سکیں کہ ان کا طریق واردات کیا ہے۔ بالخصوص برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے اس مہم سے واقف ہونا بے حد ضروری ہے۔ تو حضرات محترم! ۱۹۸۴ء میں صدارتی آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد مرزا طاہر احمد لندن میں آ کر بیٹھ گیا اور مغربی لابیوں کو اپروچ کر کے یہ دہائی دی کہ پاکستان میں امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کے انسانی حقوق چھین لئے گئے ہیں،

ان کے ہیومن رائٹس پامال کر دیے گئے ہیں، انہیں عبادت کے حق سے روک دیا گیا ہے، اوران کے اپنے مذہب پر عمل کرنے پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ویسٹرن میڈیا بھی اس مہم میں شریک ہوگیا، اسے تو انتظار رہتا ہے کہ اسلام اور پاکستان کے خلاف کوئی بات کہنے کو ملے، وہ تو بہانے تلاش کرتے ہیں کہ مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف کسی بات پر شور اٹھا سکیں۔

پھر یہ بات یہیں تک نہیں رہی بلکہ جنیوا میں انسانی حقوق کمیشن کواپروچ کیا گیا۔ یہ کمیشن اقوام متحدہ کے تحت قائم ہے اوراس کا کام یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک پر نظر رکھتا ہے، جہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہو، اس کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کی بنیاد پر مغربی حکومتیں اپنی پالیسیاں مرتب کرتی ہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے اس کمیشن کے پاس درخواست پیش کی گئی کہ پاکستان میں ان کے شہری حقوق پامال کئے جارہے ہیں، لیکن اس درخواست سے پہلے ایک اور بات کا اہتمام ہو چکا تھا کہ جنیوا میں پاکستان کی سفارت اورنمائندگی مسٹر منصوراحمد سنبھال چکا تھا جومعروف قادیانی ڈپلومیٹ ہے، پاکستان کا سینئر سفارتکار ہے اوراس وقت جاپان میں پاکستان کا سفیر ہے۔

اب راستہ صاف تھا، درخواست قادیانیوں کی طرف سے تھی اور کمیشن کے سامنے پاکستان کی نمائندگی اور حکومت پاکستان کے موقف کی وضاحت کی ذمہ داری ایک قادیانی سفارتکار پر تھی، نتیجہ وہی ہونا تھا جو ہوا، انسانی حقوق کمیشن نے اس مضمون کی قرارداد منظور کرلی کہ پاکستان میں واقعتاً قادیانیوں کے انسانی حقوق پامال کردیے گئے ہیں اور حکومت پاکستان اس کی ذمہ دار ہے۔

بات اور آگے بڑھی اور قادیانی گروہ اس قرارداد کو لے کر واشنگٹن پہنچا، جہاں پریسلر رہتا ہے، جہاں سولارز رہتا ہے۔ آپ جانتے ہیں ان کو؟ اور پاکستان کا کونسا باشعور شہری ہے جو پریسلر اور سولارز کو نہیں جانتا۔ وہاں لابنگ ہوئی، اس وقت امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد کی بحالی کے لئے شرائط طے کر رہی تھی۔ جنیوا انسانی حقوق کمیشن کی یہ قرارداد اس کے سامنے پیش ہوئی اور امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کے لئے امداد کی شرائط والی قرارداد میں قادیانیت کا مسئلہ شامل کرلیا۔ یہ ہے مرزا طاہراحمد کی مہم اور یہ ہے اس کا طریق واردات جسے آپ کے علم میں لانا میں نے ضروری سمجھا ہے۔

امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی نے پاکستان کی امداد کے لئے جن شرائط کو اپنی قرارداد میں شامل کیا ان کا خلاصہ روزنامہ جنگ لاہور نے ۵رمئی ۱۹۸۷ء اور روزنامہ نوائے وقت لاہور نے ۲۵راپریل ۱۹۸۷ء کو شائع کیا ہے۔ یہ میرے پاس موجود ہے اور آپ حضرات میں سے اکثر نہیں جانتے کہ ان شرائط میں کون کون سی باتیں شامل ہیں۔ عام طور پر صرف ایٹمی تنصیبات کے معائنہ کی شرط کا ذکر کیا جاتا ہے، بلاشبہ وہ بنیادی شرط ہے اور ہم اس مسئلہ پر پاکستان کی حکومت اور قوم کے موقف کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہیں بلکہ ہم تو اس سے بھی آگے کی بات کہتے ہیں، ہمارا موقف یہ ہے کہ ایٹم بم پاکستان کا اور دیگر مسلم ملکوں کا حق ہے اور اس سلسلہ میں معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ مگر امریکی شرائط میں صرف ایٹمی تنصیبات کا مسئلہ نہیں، اور امور بھی ہیں جن میں دو کا بطور خاص آپ کے سامنے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کی اس قرارداد میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی امداد کے لئے ضروری ہوگا کہ امریکی صدر ہر سال ایک سرٹیفکیٹ جاری کرے گا جس میں یہ درج ہوگا کہ حکومت پاکستان نے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ازالہ میں نمایاں ترقی کی ہے۔ یہ کتنا خوبصورت جملہ ہے لیکن ”کلمة حق ارید بها الباطل“ اس کے اندر جو زہر چھپا ہوا ہے آپ حضرات نہیں جانتے۔ آپ کہیں تو میں عرض کردوں کہ اس شوگر کے کیپسول میں کون سا زہر ہے؟ اس شرط میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنے کی بات کی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان مغربی ملکوں کے ہاں انسانی حقوق کا تصور کیا ہے اور یہ کس چیز کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیتے ہیں؟ اس بات کو سمجھنے کے لئے دیکھنا پڑے گا کہ پاکستان میں مغربی میڈیا کے ”بوسٹر“ کیا کہتے ہیں۔

مغربی میڈیا کے بوسٹر ہر جگہ موجود ہیں، پاکستان میں بھی ہیں۔ امریکی سینٹ کی اس قرارداد کے بعد پاکستان میں انسانی حقوق کمیشن قائم ہوا ہے جس کے سربراہ ریٹائرڈ جسٹس دراب پٹیل ہیں جو پارسی ہیں، اور سیکرٹری جنرل عاصمہ جہانگیر ہے جو ایک قادیانی ایڈووکیٹ مسٹر جہانگیر کی بیوی ہے۔ یہ لوگ پاکستان میں ہیومن رائٹس کے عنوان سے فورم منعقد کرتے ہیں، جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں، مظاہرے کرتے ہیں اور امریکی سفارتکار ان کی پشت پناہی کرتے ہیں۔ ذرا سنیے کہ اس کمیشن کے سربراہ مسٹر پٹیل کیا کہتے ہیں۔

(جاری ہے)

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۲۲

ایس۔ایس۔ پی ۲۷؍فروری، عمال حکومت ۲۸؍فروری، یکم؍مارچ ۱۹۵۳ء کے سلسلہ میں تسلیم کرتے ہیں کہ صرف جلوس نکلے جو پرامن تھے اور ۲،۳؍مارچ کے مولانا احمد علی والے جلوس کو بھی پرامن بتاتے ہیں۔جلوسوں پر بھی میانوالی وغیرہ میں آخر تک پابندی نہیں لگائی گئی۔ اگر اس موقع پر راہنماؤں سے حکام مل کر پرامن گرفتاریوں کی تجویز پر بحث کرتے تو یقیناً کوئی حادثہ نہ ہوتا۔لیکن لاہور کے عمال حکومت کے ذہنوں میں صرف ایک خیال تھا کہ کچلو اور دباؤ، تشدد استعمال کرو، خلاف قانون قرار دو وغیرہ وغیرہ۔حالانکہ ایسے حالات میں اور پھر بڑے بڑے جلوسوں کا امن شکنی اور لاقانونی حرکات مثلاً لوٹ مار،حملہ جات کا ارتکاب نہ کرنا بجائے خود اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے سامنے ایسا کوئی پروگرام نہ تھا۔حکومت نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی۔اگر بجائے اس کے صرف جلوس ممنوع قرار دیے جاتے تو کافی تھا۔لیکن عوام نے ۱۴۴ کا بھی بڑا احترام کیا اور کارکنوں نے صرف چارچار، دس دس یا بیس بیس کے رضاکار گرفتاری کی خاطر روانہ کئے۔اگر ان کو حکومت باقاعدہ گرفتار کرتی رہتی تو حالات نہ بگڑتے۔لیکن عمال کے ذہن میں وہی انگریزی زمانے کے اثرات تھے کہ ابتداء ہی سے تشدد کر کے تحریک کچل دو۔خاص کر جب کہ چیف سیکرٹری مرزائیوں کے خلاف کہنے کو سماج دشمنی سمجھتے ہوں اور آئی۔جی ۱۹۵۰ء ہی سے احرار کے خلاف اپنے دل میں احرار کو ختم دینے کے خیال کو پالتے پوستے رہے اور ہوم سیکرٹری کا بھی یہی خیال تھا اور اگر سالہا سال کی انگریزی ملازمت سے اس کے خیالات میں یہ بات راسخ ہو جائے تو یہ کوئی تعجب خیز نہیں ہے۔کیونکہ انگریزی دور حکومت میں احرار کو کچلنے اور دبانے اور ان کے خلاف رپورٹیں کرنے سے ترقی کی امیدیں وابستہ تھیں اور افسروں کا ذہن ہی یہ تھا کہ جو انگریز کا معتوب ہوتا ان کا بھی معتوب ہوتا۔آج بھی چوہدری ظفر اللہ خان کی مرکزی حکومت میں مضبوط پوزیشن احرار بے چاروں پر زیادتیاں کرنے کا سبب ہوسکتی ہے اور ترقی کی امید کا باعث تھی۔تمام تحریک میں کہیں سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ رضاکاروں نے گرفتاری کے وقت مزاحمت کی یا مقابلہ کیا۔

مجلس عمل اور احرار کی برأت کا قطعی ثبوت:

جب ہم اس ثابت شدہ حقیقت کو پیش نظر رکھیں کہ مجلس عمل کا پروگرام صرف کراچی میں پرامن طور پر راست اقدام تھا اور یہ کہ ۲۷، ۲۸؍فروری، یکم، ۲؍مارچ کو لاہور میں سوائے جلوسوں اور گرفتاریاں پیش کرنے کے کوئی لاقانونیت کا واقعہ پیش نہیں آیا۔جب تک کہ دفعہ ۱۴۴ کے بعد خطرناک لاٹھی چارج مسلسل نہ ہوتا رہا اور جب تک گولی چلنے کا حادثہ نہیں ہوا۔پھر جب حکومت پنجاب کے سابق چیف سیکرٹری تحریری بیان میں کہتے ہیں کہ تحریک شروع ہونے سے ایک ہفتہ کے اندر غیر متوقع رخ اختیار کر چکی تھی تو ہر ایک انصاف پسند کو یہ ماننا پڑے گا کہ پنجاب پولیس، سی۔آئی۔ڈی اور تمام عمال حکومت کو پیش آمدہ حادثات کی قطعاً توقع نہ تھی اور وہ مجلس عمل کے پروگرام سے پورے واقف اور مطمئن تھے اور خود مجلس عمل کے اعلانات بیانات اور تجاویز سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔جس کے علاوہ پنجاب کے کسی افسر کے پاس کوئی مواد نہیں ہے تو پھر پیش آمدہ واقعات وحادثات کی ذمہ داری تحریک کے لیڈروں پر کس طرح عائد ہوسکتی ہے اور سوائے اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ عمال جنہوں نے گرفتاریاں اور گرفتار شدگان کے لئے کوئی انتظام نہ کیا تھا۔بوکھلا کر غلط اقدامات پر اتر آئے جن سے رفتہ رفتہ حالات نے غیر متوقع صورت اختیار کرلی۔

مزید ثبوت:

سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور تسلیم کرتے ہیں کہ مولانا ابوالحسنات نے ۱۵؍فروری ۱۹۵۳ء کو تعلیم الاسلام کالج کے سامنے مظاہرین کو روکنے اور اپنے جلسہ میں بلالانے اور غیر قانونی حرکات کے منع کرنے کے لئے سید مظفر علی شمسی کو بھیجا۔چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور انہی تاریخوں میں نسبت روڈ کے پبلک جلسہ پر مرزائیوں کی خشت باری

کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہونے والی بدامنی کو مجلس عمل کے راہنماؤں نے روکا اور باوجود انتہائی اشتعال کے عوام کو سنبھالا۔ یہاں تک کہ عوام نے بعد میں بھی انتقام نہ لیا۔

مزید برآں مولانا مودودی نے جو مرکزی مجلس عمل کے رکن تھے۔ نہایت صفائی سے لاقانونیت کے خلاف اخبار تسنیم میں مارشل لاء سے پہلے اعلان کیا تھا اور عام طور پر دوسرے راہنماؤں نے بھی جلسوں میں پرامن رہنے کی اپیلیں کی تھیں۔

مسئلہ مرزائیت اور اسلامی حکومت:

قبل ازیں کہ مجلس احرار اسلام کے موقف پر بحث کی جائے۔ اس امر پر روشنی ڈالنی ضروری ہے کہ مسئلہ مرزائیت کے سلسلہ میں اسلامی حکومت اور عام اہل اسلام کا کیا روّیہ ہونا چاہئے۔

معزز عدالت! سابق وزیراعظم پاکستان خواجہ صاحب اور وزیر صنعت وحرفت سردار نشتر سے لے کر ہوم سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ تک علماء اسلام کے اس خیال سے متفق ہیں کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ اور جزو ایمان ہے اور یہ امر ظاہر ہی ہے کہ اسلام کے ایسے بنیادی عقیدے کی حفاظت اسلامی حکومت اور عامۃ المسلمین کا اوّلین فرض ہونا چاہئے۔

اور عدالت کے سامنے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزائی فرقہ کے پیروجن کے پاس بے پناہ روپیہ ہے۔ وہ ٹریکٹوں، رسالوں، کتابوں اور انفرادی بحثوں اور پبلک جلسوں کے ذریعہ عامۃ المسلمین کو اس بنیادی عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وزیر خارجہ سے لے کر ڈپٹی کمشنروں تک جتنے مرزائی افسر ہیں۔ وہ اپنی سرکاری پوزیشن اثر ورسوخ کو بھی اس گمراہ کن پراپیگنڈے میں استعمال کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ میں وہ مرکزی وزراء کے مشورہ نقص امن کے خطرات اور ملک کے اندر کی عام بے چینی سے بھی آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہزاروں روزگار کے متلاشی ملازمتوں کے طالب اور ہزاروں ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں آتے رہتے ہیں۔

اسلامی حکومت کا فرض تھا کہ وہ اس سلسلہ میں ضروری قدم اٹھاتی اور عامۃ المسلمین کی راہنمائی کرتی۔ لیکن اس نے اس کے بالکل برعکس ایسا رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ مرزائی عہدہ دار اپنی کلیدی آسامیوں کی وجہ سے یہ کافرانہ کام آزادی سے کر رہے ہیں۔ حکومت نے آج تک حکومت کو بھی اس آلودگی سے بچانے کے لئے کوئی جرأت مندانہ اقدام نہیں کیا۔ ملک کی سب سے بڑی عوامی جماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والی مسلم لیگ بھی اپنے سرکاری سربراہوں، صدروں کے ماتحت ایسا کوئی کام کرنے سے آج تک قاصر رہی ہے۔

صرف مختلف اسلامی اور عوامی جماعتیں یا علماء انفرادی طور پر معمولی طریقہ سے یہ فرض انجام دیتے چلے آئے ہیں۔ لے دے کر ایک منظم اور فعّال جماعت مجلس احرار ہے جو مرزائی تنظیم کے مقابلہ میں نسبتاً تبلیغ کرتی رہی اور کرتی ہے۔ عامۃ المسلمین نیز اسلامی حکومت کو اس کا شکر گزار ہونا چاہئے تھا کہ وہ یہ فریضہ سب کی طرف سے ادا کرتی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ کہنے والے دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو اس عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی منظم کوشش ہو رہی ہے اور اس کے لئے غیر آئینی بلکہ سرکاری ذرائع بھی استعمال کئے جاتے ہیں تو وہ نیک لوگ خود تو ٹس سے مس نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن جو دوسری کوئی جماعت یہ کام کرتی ہے اس کی مساعی کو بدنیتی اور خودغرضی بتاتے اور مورد اعتراض ٹھہراتے ہیں تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگ یا تو اس دعویٰ میں سچے نہیں کہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے بلکہ وہ اپنے ضمیر کے خلاف غلط مصلحت کی خاطر ایسا کہتے ہیں یا پھر وہ اسلامی اور سرکاری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے اہل نہیں ہیں۔

ورنہ اگر مجلس احرار غلط کار ہے۔ بدنیت ہے۔ چلو فرض کیجئے یہ صحیح ہے تو انہیں چاہئے تھا کہ کروڑوں عوام کے مذہبی خطرات کو دور کرنے اور بنیادی عقیدہ کی حفاظت کرنے کے لئے وہ کوئی اور ٹھوس کام کرتے۔

مجلس احرار اسلام کا موقف:

مجلس احرار مسلمانوں کی ایک غریب جماعت ہے۔ بالفاظ دیگر غریب مسلمانوں کی جماعت ہے جس نے ماضی میں اسلامی مفاد کی حفاظت کے لئے سرتوڑ خدمت کی۔ ۱۹۴۰ء تک وہ واحد اسلامی جماعت تھی جو اسلامی مفاد کے لئے مصروف عمل رہی۔ جس کو میاں انور علی (آئی.جی) بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اس نے انگریزی اقتدار کے خلاف کھلم کھلا ایجی ٹیشن کیا۔ اسے بھی میاں انور علی آئی.جی پنجاب تسلیم کرتے ہیں۔ اس نے انقلاب کے وقت مسلمانوں کی حفاظت کا بہترین کام انجام دیا۔ اس کو بھی آئی.جی موصوف تسلیم کرتے ہیں اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ وہ ابتداء ہی سے مرزائیوں کو انگریزوں کی ایجنٹ جماعت تسلیم کرتی اور اس کے کافرانہ عقائد کے خلاف دفاعی تبلیغ کرتی رہی

ہے۔اس نے ان کے مرکز قادیان میں اپنا دفتر قائم کیا۔ختم نبوت وقف کے نام سے وہاں اراضی حاصل کی۔

۱۹۳۴ء میں قادیان میں آل انڈیا تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ سرکاری انگریزوں نے ہمیشہ مرزائیوں کی پشت پناہی کی اور مجلس احرار انگریزی ظلم وستم کی تمام عمر تختۂ مشق رہی۔ مسلم لیگ سے کچھ عرصہ سیاسی اختلاف رہا جو آواخر میں تقریباً ختم ہوگیا تھا۔ تلخیاں باقی تھیں۔ جب لیگ کانگریس کے لیڈروں نے مل کر ملک کی تقسیم پر دستخط کر دیئے۔مجلس احرار اسلام نے اپنا مستقبل پاکستان سے وابستہ کیا۔ ہوشیار پور اور لدھیانہ وغیرہ میں لاکھوں مسلمانوں کی حفاظت کی اور جب تک ایک مسلمان مرد یا عورت بھی وہاں رہے۔ خودنہیں آئے۔ پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلا اجلاس لاہور میں منعقد کر کے فیصلہ کیا۔

دفاع کانفرنس:

اس وقت احرار نے آل پاکستان احرار دفاع کانفرنس لاہور میں منعقد کی۔ ہزاروں باوردی احرار رضا کارجمع تھے۔امیر شریعت نے ایک لاکھ کے مجمع میں اعلان کیا کہ یہ سب کچھ مسلم لیگ کے حوالہ ہے۔آج سے مجلس احرار سیاسی کام سے علیحدہ ہوکر صرف تبلیغی کام کرنے کا فیصلہ کرتی ہے۔جس کو سیاسی کام کرنا ہو وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے کرے۔ اس کے بعد تمام ملک میں دفاعی کانفرنسیں کر کے احرار نے بیرونی ممالک پر پاکستانی قومی یکجہتی اور اتحاد کی دھاک بٹھا دی اور ساتھ ہی احرار رضا کارا ے۔آر۔پی میں بھرتی ہوگئے۔

جنرل الیکشن:

اس کے بعد عام انتخابات کا وقت آ گیا۔ مجلس احرار نے تمام اپوزیشن پارٹیوں کے مقابلہ میں مسلم لیگ کا ساتھ دیا اور اعلان کے موافق اپنا کوئی امیدوار کھڑا نہ کیا۔اگر وہ چاہتی تعاون کے عوض چند سیٹیں لے سکتی تھی۔ لیکن اس نے غیر مشروط طور پر مسلم لیگ کی حمایت کی۔ سوائے اس کے کہ مرزائی امیدواروں کی مخالفت کرنے کا اعلان کیا چاہے وہ لیگ ہی کے ٹکٹ پر کیوں نہ الیکشن لڑتے ہوں۔ مسلم لیگ نے احرار کے تعاون کو اس استثناء کی اجازت دی اور اس مخالفت کے باوجود مسلم لیگ اور احرار کے تعاون میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس لئے مجلس احرار کا یہ کام یقیناً مذہب کی حفاظت کے لئے تھا۔ایک ظفر اللہ خان کی ممبری اور وزارت نے قیامت کا فتنہ پیدا کیا۔ اگر چند اور قادیانی بھی اسمبلی میں براجمان ہوتے تو اسلام کا خدا حافظ تھا۔

مجلس احرار اور لیاقت علی خان شہیدؒ:

مجلس احرار اسلام کے اخلاص کا مرحوم لیاقت علی خان پر اثر ہوا۔انہوں نے ایسی مخلص اور فعال جماعت کے مخلصانہ تعاون اور سرفروشانہ خدمت کو پاکستان کے اعلیٰ مفاد کے لئے بہت مفید سمجھا۔ (اس باہمی اعتماد کا میاں انور علی صاحب آئی.جی کو اعتراف ہے) مجلس احرار کو یہ بھی خوشی تھی کہ مرحوم لیاقت علی خان پاکستان کو کامن ویلتھ سے علیحدہ کرنے کا بھی خیال رکھتے ہیں۔انہوں نے ایک تقریر میں کہا تھا کہ برطانیہ نے پاکستان کو گھڑے کی مچھلی سمجھ رکھا ہے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مرحوم کے خلاف ایک سازش پکڑی گئی۔ جس میں ظفر اللہ خان کا ہم زلف میجر جنرل نذیر احمد شریک تھا اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ شہید ہوگئے۔جس کے بعد پہلی مرتبہ کراچی میں مرزائیوں کو پبلک جلسہ کی اجازت دی گئی جو اس سے پہلے سال مرحوم نے نہ دی تھی۔ ان کے مرنے کے بعد مرزائیوں نے اودھم مچایا اور ظفر اللہ خان جیسے ذمہ دار آدمی بھی کافرانہ تبلیغ کے میدان میں اتر آئے۔ جسے عامۃ المسلمین نے بری طرح محسوس کیا۔

معزز عدالت!ایک جماعت کے بارے میں جب کبھی کوئی رائے قائم کرنی ہو تو اس جماعت کے ریزولیوشن اور مقاصد کو دیکھا جائے گا۔ پھر اس کے اعلانات اور اخباری بیانات کو۔ مجلس احرار نے تقسیم ملکی کے بعد تجویز کے ذریعہ اپنے مقصد کا اعلان کیا۔ پھر بیانات دئے۔ اخبارات میں مضامین شائع کئے۔ دفاع کانفرنسیں کیں اور آخر کار عملی طور پر مسلم لیگی حکومت بنانے میں، انتخابات میں پورا تعاون کیا۔کشمیر کے سلسلہ میں خدمات انجام دیں۔

باوجود اس کے ماضی پر بحث چھیڑ کر اس کی آڑ لینی قطعی طور پر دلائل وواقعات کے لحاظ سے بے سروسامانی کی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو قائداعظم کے طرز عمل کے مطابق ماضی کی تلخیوں کو ''بھلا دو'' سے سبق لینا چاہئے تھا اور مرحوم لیاقت علی خان سے جنہوں نے تعاون وباہمی اعتماد کی راہ کو پسند کیا۔ پاکستانی مفاد کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ملک میں یکجہتی اور تعاون وباہمی اعتماد کی روح پیدا کی جائے نہ کہ گڑھے مردے اکھیڑ کر تلخیوں کو تازہ کر کے سرپھٹول کا سامان پیدا کیا جائے۔ یہ کام انہی لوگوں کا ہوسکتا ہے جن کا فائدہ ہی اس میں ہو کہ مسلمان آپس میں لڑتے

رہیں۔ جیسے مرزائی یا ان کے ہمنوا، جو قائداعظم کو کافر اعظم کہنے کی بات کو بار بار یاد کرتے پھرتے ہیں۔ یہ بات ایک خاص وقت میں جماعت کے ایک لیڈر نے اپنی ذاتی رائے اور ذمہ داری سے کہی تھی۔ جب کہ مسلم لیگ کے شائع کردہ ایک ٹریکٹ میں سول میرج ایکٹ کا ذکر تھا۔ دوسرے نے اس ٹریکٹ پر اعتماد کر کے ایسا کرنا پسند نہ کیا۔ کاش کہ مسلم لیگی دوست وہ شائع نہ کرتے۔ بہرحال وہ ایک وقتی بات تھی جو وہیں ختم ہوگئی۔ قائداعظم نے پاکستان بننے کے بعد تمام اگلی باتوں کو بھلا دیا۔ وہ سب سے یکجہتی ہی کے لئے سوچ رہے تھے اور مجلس احرار نے بھی حکومت پاکستان کے استحکام کے لئے اپنی خدمات کا اعلان کردیا۔ بہرحال وہ بات آئی گئی ہوگئی۔ لیکن یار لوگوں کا قائداعظم کی عزت سے کیا واسطہ۔ ان کو اپنا الو سیدھا کرنا ہے۔ مرزائی ابھی تک اس کو استعمال کرتے ہیں۔ یہ اسی طرح ہے کہ مثلاً ایک شخص نے ابتداء میں خلیفہ قادیان کو ماں کی ایک گندی گالی دی ہو۔ کچھ عرصہ کے بعد دوری ختم ہوجائے اور خلیفہ اپنے اقتدار کے زمانہ میں بھی اس کا نام نہ لے۔ لیکن ایک شخص ہر محفل، ہر جلسہ میں یہ ذکر کرے کہ فلاں نے خلیفہ صاحب کو ماں کی ایسی گندی گالی دی تھی۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کو خلیفہ کا دشمن اور اس کی عزت کے درپے سمجھا جائے گا۔

اور تعجب ہے کہ یہ بات بار بار اس پارٹی کی طرف سے اعادہ کی جاتی ہے جو عقیدہ کے طور پر قائداعظم کو کافر سمجھتے ہیں جو تمام پاکستانی وزراء کو کافر سمجھتے ہیں۔ جن کا سب سے بڑا ذمہ دار آدمی ظفر اللہ خان قادیانی پاکستانی حکومت کو کافر حکومت کہنے سے ذرا شرم محسوس نہیں کرتا اور موقعہ پر موجود ہوتے ہوئے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ (جاری ہے)

تحفظ ختم نبوت اور محفل حسنِ قرأت کانفرنس

سکھر..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۰ نومبر بروز بدھ بعد نماز عشاء جامع شاہی مسجد پرانا سکھر میں عظیم الشان ختم نبوت اور محفل حسن قرأت کانفرنس شاہی مسجد کے خطیب حضرت مولانا جمیل احمد لغاری کی سرپرستی میں منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری محمد امین نے اور ہدیہ نعت حافظ حبیب اللہ شیخ اور حافظ محمد راشد منگی نے پیش کیا۔ ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی، حضرت مولانا قاری جمیل احمد بندھانی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سکھر اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد حسین ناصر کے بیانات ہوئے۔ علماء کرام نے اپنے بیان میں کہا کہ حکمران ہوش کے ناخن لیں، قادیانیوں کی سرپرستی چھوڑ دیں، یہ قادیانی / مرزائی ملک وملت کے خیرخواہ نہیں ہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار نہیں وہ مسلمانوں، حکمرانوں اور پاکستان کے وفادار کیسے ہوسکتے ہیں؟

مولانا محمد حسین ناصر نے کہا کہ حکمران ریاست مدینہ کا نام لے کر ملک کو سیکولر سیاست بنانے کی طرف گامزن ہیں۔ اسلام اور ملک سے محبت کرنے والے پاکستانی ان شاء اللہ! ان کے عزائم کو خاک میں ملا دیں گے۔

مولانا عبداللطیف اشرفی نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانیوں اور قادیانی ایجنٹوں کا بائیکاٹ کیا جائے۔

حضرت مولانا قاری جمیل احمد بندھانی خطیب مرکزی مسجد نے اپنے خطاب میں کہا کہ علماء کرام اور دینی مدارس کے طلباء، ختم نبوت کے پروانے ہیں جس طرح اسلام اور ختم نبوت کا دفاع کرتے ہیں، اسی طرح اگر خدانخواستہ ملک پاکستان کو ان حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے خطرہ ہوا یا قادیانیوں نے شرانگیزی کی، اللہ پاک کی مدد سے ہم اپنی بھرپور قوت سے ملک کا دفاع بھی کریں گے۔

آخر میں پاکستان کے مشہور قاری عبدالقدوس مدظلہ نے اپنی پُرسوز آواز میں تلاوت کلام پاک سے سامعین کے دلوں کو منور فرمایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا خلیق احمد برادر مولانا جمیل احمد لغاری نے انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے دے۔

دریں اثناء ۲۲ نومبر کے جمعۃ المبارک کو مولانا محمد حسین ناصر نے توحید مسجد آدم شاہ کالونی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی اور اہانت برداشت نہیں کرسکتا۔ حکمران اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکا دینا، کفر کو اسلام کہنا یہ قادیانی مشن ہے جس پر عمرانی حکومت عمل کررہی ہے۔ مولانا نے سامعین کو عقیدۂ ختم نبوت پر ثابت قدم رہنے اور قادیانی مصنوعات کے مکمل بائیکاٹ کی تلقین کی۔

ایمانِ کامل کا تقاضا

مولانا اشہد رشیدی

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے لئے پسند کررہا ہے۔"

(رواہ الشیخان)

تشریح:

آج کی خود غرض دنیا کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج بالا پیغام گھٹا ٹوپ اندھیرے میں بھٹکی ہوئی انسانیت کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے' عمدہ کردار' بہترین اخلاق اور وفا شعاری کی اعلیٰ ترین مثال اگر دنیا والوں کو کہیں مل سکتی ہے تو صرف اور صرف اسلامی تعلیمات اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں مل سکتی ہے۔

یہ اسلام ہی ہے جس نے عرب کے جنگجو قبائل کو آپس میں شیروشکر کردیا' انصار و مہاجرین میں بے مثال اخوت قائم کی' انسانی حقوق کے حوالہ سے وہ زریں اصول مرتب فرمائے کہ آج تک دنیا کا کوئی مذہب' کوئی ملک اور کوئی بھی قوم اس کی ادنیٰ سی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے' گویا احترام انسانیت' اور اخوت ومحبت سے بھرپور صالح معاشرہ کی تشکیل اسلام کے دامن سے وابستہ ہونے پر ہی ممکن ہے' لیکن افسوس! دوسروں سے کیا کہا جائے' خود اپنوں نے' اسلام کے نام لیواؤں نے اس دین حق کی تعلیمات کو یکسر نظرانداز کردیا ہے' اور دوسروں کی دیکھا دیکھی دنیا طلبی میں مشغول ہوگئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ روایت کے ذریعہ اہل ایمان کو اسلامی اخلاق سے متصف ہونے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ: اگر ایمان کامل کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونا چاہتے ہو اور حقیقی اور سچے مومن بننا چاہتے ہو تو اپنے اندر ایک خوبی پیدا کرلو' جس کے اندر وہ خوبی پیدا ہوگی اس کا ایمان کامل و مکمل ہوجائے گا' وہ خوبی یہ ہے:

"لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔"

ترجمہ:...... "انسان دوسرے کے لئے وہی پسند کرے' جس کو وہ اپنے لئے پسند کرے۔"

اگر غور کیا جائے تو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ معاشرہ کے بگاڑ اور خرابی کی بنیاد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ ہر آدمی اپنے آپ کو دوسرے سے اعلیٰ و برتر بنانے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور بے حیثیت کرنے میں لگا ہوا ہے' وہ جو مقام اپنے لئے پسند کرتا ہے' دوسرے کے لئے اس کو پسند کرنا تو دور کی بات' اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے' جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کا افضل ترین درجہ متعین کرتے ہوئے ایک روایت میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دیگر خوبیوں کے ساتھ ساتھ اپنے اندر یہ خوبی بھی پیدا کرو کہ جو اپنے لئے پسند کرو' وہی دوسروں کے لئے پسند کرو اور جس کو اپنے لئے ناپسند کرو' اس کو کسی اور کے لئے بھی پسند نہ کرو' ارشاد نبویؐ ہے:

"حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کو افضل ترین درجہ تک پہنچانے والے اعمال کے بارے میں دریافت کیا' آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کسی سے محبت کرو تو محض اللہ ہی کے لئے کرو (اس میں دنیاوی غرض شامل نہ ہو) اور دشمنی کرو تو محض اللہ ہی کے لئے (اس میں نفسانیت اور ذاتی چپقلش کو دخل نہ ہو) اور تم ہر وقت اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھو' حضرت معاذؓ نے سوال کیا کہ اس کے علاوہ اور کون سے اعمال ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرو اور دوسروں کے لئے اس چیز کو ناپسند کرو جس کو اپنے لئے ناپسند کرو۔"

اسلام میں اس خوبی کی اہمیت:

دنیا کے تمام امور خواہ تجارت ہو یا زراعت' صنعت وحرفت ہو یا ملازمت' تعلیم و تعلم ہو یا تصنیف و تالیف' ہر ایک میں بگاڑ اور فساد کی وجہ

یہی غلط سوچ ہے‘ جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو بچنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔اگر مقابلہ آرائی میں حد سے آگے بڑھ کر تجارت پیشہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ دھوکا دہی اور فریب کا معاملہ نہ کریں‘ گاہکوں کو توڑنے کے لئے ناجائز حرکتیں نہ کریں‘ اسی طرح کاشت کاری کرنے والے افراد زمینوں کی حد بندی اور سینچائی کے راستوں کے لئے جھوٹ وفریب سے کام نہ لیں‘ نیز درس و تدریس‘ تصنیف و تالیف میں مصروف افراد اپنی زبان وقلم اور قول وفعل سے کسی کی ناجائز تحقیر و تذلیل نہ کریں‘ دوسروں کو نیچا دکھا کر صرف اور صرف اپنی شان کو اونچا کرنے کی بیہودہ حرکت نہ کریں‘ تو معاشرے کے ہر طبقہ سے اختلاف و انتشار ختم ہوجائے گا‘ فتنہ وفساد مٹ جائے گا‘ بلکہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہر انسان دوسرے کے لئے وہ پسند کرنے لگے جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو اور دوسرے شخص کے واسطے ہر اس چیز کو ناپسند کرنے لگے جس کو وہ اپنے لئے ناپسند کرتا ہے تو صرف جھگڑے اور دلوں کی دوریاں ہی ختم نہیں ہوں گی بلکہ آپس میں بے مثال محبت اور اخوت کی فضا بھی قائم ہوجائے گی۔

دوسروں کو دھوکا دینے والے‘ ذلیل وخوار کرنے والے‘ دوسروں کے حق کو دبانے والے تھوڑی دیر کو یہ تصور کریں کہ اگر اس جگہ وہ ہوں اور کوئی ان کو دھوکا دے‘ ذلیل و بے عزت کرے‘ یا ان کا حق دبائے تو ان کو کیسا لگے گا؟ کیا وہ ان چیزوں کو اپنے لئے پسند کریں گے‘ اگر نہیں اور یقیناً نہیں‘ تو پھر دوسروں کے لئے ایسا کیونکر پسند کرتے ہیں؟ ہر انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کی عزت نفس کا خیال کیا جائے‘ اس کا حق نہ دبایا جائے‘ اس کے ساتھ دھوکا اور ناانصافی نہ کی جائے اور عموماً ان ہی حقوق کے حصول کے لئے جھگڑے اور اختلافات رونما ہوتے ہیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج بالا روایت میں اس سے نمٹنے کا بہترین نسخہ پیش فرمایا ہے اور بڑے موثر انداز میں اہل ایمان کو یہ خوبی پیدا کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ جو اپنے لئے پسند کرو‘ وہی دوسرے کے لئے پسند کرو اور جو اپنے لئے ناپسند کرو اس کو ہرگز دوسرے کے لئے پسند نہ کرو۔

ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس خوبی کی اہمیت کو ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جو اس دارفانی سے رخصت ہونے کے بعد جنت کا خواہش مند ہو‘ اس کو اپنے اندر ضرور بالضرور یہ خوبی پیدا کرنی چاہیے کیونکہ جس کے اندر یہ خوبی پیدا ہوگی‘ اس کا نام جنتیوں کی فہرست میں شامل ہوجائے گا۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

”حضرت یزید بن اسد قشیریؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم جنت کو (جنت میں جانے کو) پسند کرتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپؐ نے فرمایا کہ (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) تم اپنے بھائی کے لئے وہی تمام چیزیں پسند کرنے لگو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔“

(مسند احمد)

اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جنت میں داخلہ نصیب فرمائے گا‘ کیونکہ جس کے اندر یہ

قادیانیت کی اسلام وملک دشمن غیر قانونی سرگرمیوں کو پروموٹ کیا جارہا ہے: علماء کرام

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے مولانا عبدالنعیم، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری جمیل الرحمن اختر، مجلس لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر نے راوی روڈ لاہور میں تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے خلاف سازشیں کرنے والے ہمیشہ ناکام ہوئے اور رہتی دنیا تک ذلت اور رسوائی ان کا مقدر ہے۔ایک سازش کے تحت آئے روز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی توہین کر کے مسلمانوں کے ایمانی جذبات کو بھڑکانے کی کوشش کی جارہی ہے۔قرآن اور صاحب قرآن کی عزت وتکریم ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہے اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔مسلمان نہ تو پیغمبر اسلام اور نہ ان پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید کی توہین برداشت کرسکتے ہیں۔مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے بنیاد کے بغیر کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی اس لیے انگریز سامراج نے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سازش کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا تاکہ مسلمانوں کا دربار رسالت سے رشتہ کمزور کردیا جائے اور اسلام کی عظیم الشان عمارت کو منہدم کردیا جائے۔اکابرین کی جدوجہد کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایمان کو محفوظ رکھا اور انگریز کی سازش کو ناکام بنایا۔مولانا عبدالشکور حقانی نے کہا کہ اکابرین امت کی جدوجہد کی بدولت پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا، اب ہم سب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہم اخلاص کے ساتھ دینی اعمال میں سرگرم ہوں اور نمود و نمائش سے احتراز کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بڑھ چڑھ کر کام کریں۔علماء کرام نے کہا کہ ملک عزیز میں قادیانیت کی اسلام وملک دشمن غیر آئینی وغیر قانونی سرگرمیوں کو پروموٹ کیا جارہا ہے،جس سے مسلمانوں اور دینی ومذہبی جماعتوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔

خوبی ہوگی' وہ سچائی کا عادی ہوگا' ظلم و ناانصافی سے اس کو نفرت ہوگی' دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہوگا' ہر ایک کو احترام و عزت کی نگاہ سے دیکھنا اس کی سرشت میں داخل ہوگا اور خلق خدا اس کے ضرر سے محفوظ ہوگی' یہ وہ اوصاف ہیں جو انسان کو اللہ کا منظور نظر بنا دیتے ہیں' اور وہ آخرت کے عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے' گویا مندرجہ بالا خوبی جس طرح جنت میں دخول کا ایک اہم ذریعہ ہے' اسی طرح یہ خوبی گناہگاروں اور نافرمانوں کو جہنم کی آگ سے بچانے میں بھی بھرپور مدد دے گی۔

چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے اور جنت میں داخل ہو جائے' تو اس کو دو چیزوں کا اہتمام کرنا چاہئے: (۱) اس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ رب العزت اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو' (۲) اور لوگوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ کرتا ہو جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہو۔''

(رواہ مسلم)

چند واقعات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ نے اس صفت کو اپنایا اور اپنے اندر بدرجہ اتم اس خوبی کو پیدا کیا' جن کے تفصیلی ذکر سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں' بطور مثال کے چند واقعات ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

۱:...... حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ اے ابوذرؓ! میں تمہارے اندر ایک طرح کا ضعف اور کمزوری محسوس کر رہا ہوں' اس کمزوری میں مبتلا ہونے کی صورت میں جو میں اپنے لئے پسند کرتا' وہی میں تمہارے لئے پسند کرتے ہوئے تم کو دو نصیحتیں کرتا ہوں: (۱) تم کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ مت کرنا' (۲) اور کبھی یتیم کے مال کا نگران مت بننا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''اے ابوذرؓ! میں تمہارے اندر ایک طرح کی کمزوری محسوس کر رہا ہوں' میں تمہارے لئے وہ چیز پسند کروں گا جو میں اپنے لئے پسند کرتا' تم کبھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ مت کرنا اور کبھی یتیم کے مال کا نگران مت بننا۔'' (رواہ مسلم)

۲:...... ایک بزرگ حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ اپنے گدھے کو بیچنے کے لئے بازار کی طرف لے کر چل دیئے' راستہ میں ایک صاحب ملے اور ان سے کہنے لگے کہ اے محمد بن واسع! کیا آپ اس گدھے کو میرے لئے پسند کریں گے؟ اگر آج کے دور کے کسی تاجر سے اس کے مال کے بارے میں معلوم کیا جائے تو اس کی خوبیاں بیان کرتے کرتے زمین آسمان ایک کر دے گا' حتی کہ جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا' لیکن حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ نے اس سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جہاں تک تمہارے لئے پسند کرنے کا سوال ہے؟ تو سنو! میرا اس کو بیچنا اس بات کی دلیل ہے کہ میں اس کو اپنے لئے پسند نہیں کر رہا ہوں اور جب میں اس کو اپنے لئے پسند نہیں کر رہا ہوں' تو تمہارے لئے کیسے پسند کر سکتا ہوں؟

۳:...... ہمارے ماضی قریب کے اکابر میں سے خصوصاً شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنوں کی مخالفتیں برداشت کیں' گالیاں کھائیں اور ظلم وستم سہے لیکن جس چیز کو اپنے اور اپنی قوم کے لئے مفید اور صحیح سمجھا' اس کو پوری مضبوطی اور دیانت داری کے ساتھ اخیر تک دوہراتے رہے' خواہ وہ ملک کی تقسیم کا مسئلہ ہو یا ظلم وستم ڈھانے والی انگریز حکومت کی مخالفت کرتے ہوئے آزادی وطن کی جدوجہد میں حصہ لینا ہو' آپ نے ہر موقع پر: ''یحب لاخیہ مایحب لنفسہ'' کے فرمان نبویؐ پر عمل کیا اور اپنے مسلمان بھائیوں تک وہ باتیں پہنچاتے رہے' جن کو مذہبی' سیاسی' معاشی اور معاشرتی طور پر ان کے لئے مفید سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆

کتاب فطرت کے سر ورق پر جو نام احمدﷺ رقم نہ ہوتا
یہ نقشِ ہستی ابھر نہ سکتا وجود لوح و قلم نہ ہوتا
تیرے غلاموں میں بھی نمایاں جو تیرا عکس کرم نہ ہوتا
تو بارگاہِ ازل سے تیرا خطاب خیرالامم نہ ہوتا
نہ روئے حق سے نقاب اٹھتا نہ ظلمتوں کا حجاب اٹھتا
فروغ بخش نگاہِ عرفاں اگر چراغ حرم نہ ہوتا

(اقبال احمد خان سہیل)

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	صفحات	رعائتی قیمت
1	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	1129	350
2	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	672	200
3	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	752	200
4	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	3240	1000
5	فتاویٰ ختم نبوت (تین جلدیں)	مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ	1644	1000
6	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	480	200
7	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 2	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
8	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 3	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	572	200
9	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 4	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	544	200
10	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 5	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	528	200
11	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 6	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	552	200
12	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 7	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	440	200
13	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 8	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل		200
14	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	2952	800
15	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	688	300
16	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1672	500
17	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	216	100
18	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	192	100
19	تذکرہ حکیم العصرؒ (مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	376	100
20	لولاک کا خواجہ خواجگانؒ نمبر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	1008	300
21	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	296	100
22	مشاہیر کے خطبات ختم نبوت	جناب صلاح الدین بی، اے ٹیکسلا	312	100
23	قادیانی تفاسیر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ	ڈاکٹر محمد عمران	352	200

نوٹ:...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں۔

ملنے کا پتہ: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان فون: 061-4583486